حیدرآباد
R.N.I.No.APURD/2013/54302
ہفتہ روزہ

فلک نما نیوز

FALAKNUMA NEWS

Urdu Weekly Hyderabad

Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

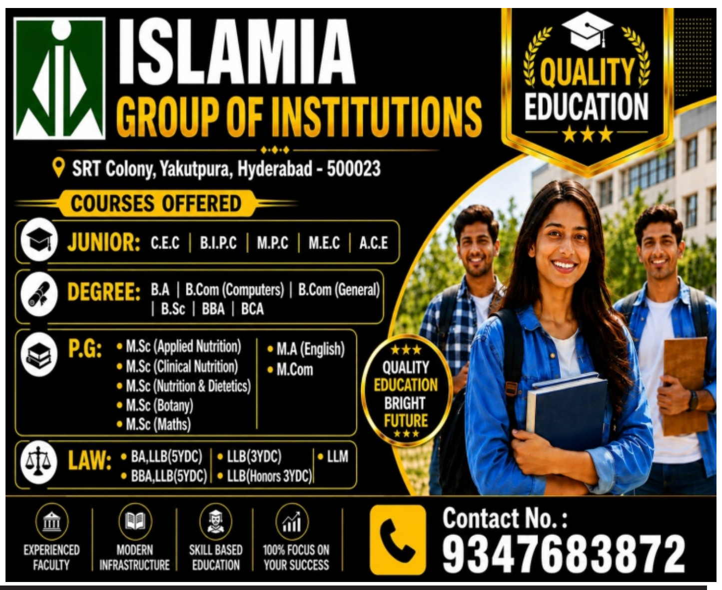

MONDAY 07 SEPTEMBER 2026 VOLUME:14 ISSUE :33 Rs.2.00 PAGES 4

پیر ۷؍ستمبر ۲۰۲۶ء ۲۴؍ربیع الاول ۱۴۴۸ ھ جلد (۱۴) شمارہ(۳۳) قیمت ایک روپیہ

SIR کے نام پر غیر بی جے پی ریاستیں مرکز کے نشانے پر: چیف منسٹر ریونت ریڈی

ایس سی، ایس ٹی اور اقلیتوں کے ووٹ منسوخ کرنے کی سازش، بی آر ایس اور بی جے پی کا گٹھ جوڑ

حیدرآباد۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے مرکزی حکومت اور بی جے پی پر غیر بی جے پی حکومتوں والی ریاستوں کو نشانہ بنانے اور جمہوری عمل کو پامال کرنے کا الزام عائد کیا۔ اپنے اسمبلی حلقہ کوڑنگل میں چیف منسٹر نے کانگریس کے مقامی قائدین سے ملاقات کرتے ہوئے تازہ حالات کا جائزہ لیا، بعد ازاں پارٹی قائدین سے خطاب کرت ہوئے ریونت ریڈی نے مرکزی حکومت اور بی جے پی کے رویے پر شدید برہمی کا اظہار کیا۔ انہوں نے سنسنی خیز انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ بی جے پی ریاستوں میں جاری ووٹر لسٹوں کی خصوصی جامع نظر ثانی (SIR) کے نام پر ایس سی، ایس ٹی اور اقلیتی طبقات کے ووٹوں کو ہدف بنا کر ووٹر لسٹ سے خارج کرنے کی ایک گہری سازش کی جارہی ہے۔ انہوں ن ے یاد دہانی کروائی کہ بی جے پی نے مہاراشٹرا، بہار اور مغربی بنگال میں بالکل اسی لائحہ عمل اور سازش کو اپنا کر انتخابی نتائج کو اپنے حق میں کیا تھا اور اب وہی فارمولہ تلنگانہ میں آزمایا جارہا ہے۔ بی جے پی کے طریقہ کار پر سخت تنقید کرتے ہوئے چیف منسٹر ریونت ریڈی نے کہا کہ بی جے پی سیاسی فائدے کے لئے جمہوری اصولوں کو داغدار بنارہی ہے اور تمام اہلیت رکھنے والے ووٹرس کو ایک منظم سازش کے تحت نشانہ بنارہی ہے۔ تلنگانہ میں حکمران کانگریس بی جے پی کی اس ناپاک سازش کو کامیاب ہونے نہیں دے گی۔ انہوں ن ے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تلنگانہ میں اصل اپوزیشن بی آر ایس پارٹی بھی کانگریس کو شکست دینے کے لئے خفیہ طور پر بی جے پی کا ساتھ دے رہی ہے۔ انہوں نے پارٹی کارکنوں کو خبردار کیا کہ بی جے پی اور بی آر ایس کا یہ گٹھ جوڑ اور سازشیں انتہائی خطرناک ہیں اس لئے تلنگانہ میں کانگریس کے لئے بالکل بھی مطمئن یا غافل ہونے کی گنجائش نہیں ہے۔ چیف منسٹر نے پارٹی قائدین اور کارکنوں کو ہر بوتھ پر ایک ایک ووٹ کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کرنے پر زور دیا۔

آل انڈیا ملی کونسل۔ تلنگانہ لیگل ایڈ ٹیم عابڈز، حیدرآباد میں خدمات انجام دے رہی ہے

حیدرآباد، آل انڈیا ملی کونسل۔ تلنگانہ لیگل ایڈ ٹیم کی جانب سے عابڈز، حیدرآباد میں واقع ملی لیگل ایڈ سنٹر پر مستحق اور حقیقی معاملات میں انصاف تک رسائی کو مضبوط بنانے اور بروقت قانونی تعاون فراہم کرنے کے مقصد سے قانونی امداد، رہنمائی اور کونسلنگ کی خدمات فعال طور پر انجام دی جا رہی ہیں۔ مومن روشن ضمیر، ایڈوکیٹ، انچارج، لیگل ایڈ، آل انڈیا ملی کونسل۔ تلنگانہ، اسٹیٹ جنرل سکریٹری وانچارج سوشل میڈیا، لیگل سیل (لاء ، انسانی حقوق و آر ٹی آئی ڈپارٹمنٹ)، تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی (TPCC)، اور رکن، حیدرآباد وقف پروٹیکشن اینڈ کوآرڈینیشن کمیٹی، حکومتِ تلنگانہ، ملی کونسل عابڈز برانچ و فیملی کاؤنسلر میر محمود علی اور ٹیم کے ارکان فرحان، حمزہ و دیگر کے ساتھ مل کر قانونی امداد کی سرگرمیوں کو مربوط کر رہے ہیں۔ یہ قانونی امداد کا اقدام مولانا مفتی عمر عابدین صاحب، جنرل سکریٹری، آل انڈیا ملی کونسل۔ تلنگانہ کی رہنمائی میں اور افسر جہاں، سکریٹری، ملی لیگل ایڈ۔ تلنگانہ کے تعاون و رابطہ کاری سے انجام دیا جا رہا ہے۔ شجاعت حسین، لیگل ایڈ کوآرڈینیٹر بھی اس ضمن میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس موقع پر گفتگو کرتے ہوئے مومن روشن ضمیر، ایڈوکیٹ نے کہا کہ لیگل ایڈ سنٹر کے قیام کا مقصد ایسے حقیقی اور مستحق افراد کو قابلِ رسائی قانونی رہنمائی، کونسلنگ اور معاونت فراہم کرنا ہے جو اپنے قانونی حقوق اور دستیاب قانونی چارہ جوئی کو سمجھنے اور استعمال کرنے کے لیے مدد کے محتاج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مرکز کی جانب سے بالخصوص متاثرین، بے قصور افراد، معاشی طور پر کمزور طبقات، سماجی طور پر حساس افراد اور دیگر ایسے افراد کو معاونت فراہم کی جائے گی جو حقیقی قانونی مشکلات کا سامنا کر رہے ہیں، تاہم ہر معاملے میں حقائق کی مناسب جانچ اور قانونی میرٹ کا جائزہ لینے کے بعد ہی ضروری کارروائی کی جائے گی۔ مرکز پر فوجداری مقدمات، خاندانی وازدواجی تنازعات، دیوانی معاملات، قانونی دستاویزات، حقوق و قانونی استحقاق اور دیگر حقیقی قانونی مسائل سے متعلق ابتدائی قانونی رہنمائی فراہم کی جائے گی۔ ضرورت پڑنے پر مستحق معاملات کو قانون کے مطابق مناسب قانونی اور کونسلنگ ذرائع کے ذریعے رہنمائی یا متعلقہ فورم کو ریفر کیا جاسکتا ہے۔ مومن روشن ضمیر نے مزید کہا کہ ہر معاملے کا بغور اور غیر جانب دارانہ جائزہ لیا جائے گا اور قانونی امداد صرف مقدمے کے حقائق، قابلِ اطلاق قوانین اور قانونی طریق ؟ کار کے مطابق فراہم کی جائے گی۔ مرکز کا مقصد یہ یقینی بنانا ہے کہ حقیقی شکایات اور مسائل کو مناسب توجہ حاصل ہو، جبکہ قانونی اصولوں اور عدالتی عمل پر کسی بھی قسم کا سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قانونی معلومات کی کمی، مالی مشکلات یا مناسب رہنمائی کا فقدان انصاف تک رسائی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے۔ اس اقدام کے ذریعے لیگل ایڈ ٹیم عوام میں ان کے قانونی حقوق، دستیاب قانونی چارہ جوئی اور درست قانونی طریق ؟ کار کے بارے میں زیادہ سے زیادہ بیداری پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ملی لیگل ایڈ سنٹر، عابڈز حقیقی شکایات اور قانونی مسائل کو وصول کرتا رہے گا، ابتدائی مشاورت فراہم کرے گا، قانونی بیداری اور رہنمائی انجام دے گا اور جہاں ضرورت ہو مناسب قانونی معاونت کی سہولت فراہم کرے گا۔ آل انڈیا ملی کونسل۔ تلنگانہ لیگل ایڈ ٹیم کا یہ اقدام قانونی بیداری، انصاف تک رسائی، سماجی تعاون اور مستحق افراد کی معاونت کی جانب ایک مسلسل کوشش کی نمائندگی کرتا ہے، جس میں قانون، انصاف، مساوات اور قانونی طریق ؟ کار کے بنیادی اصولوں کو مقدم رکھا جائے گا۔

کابینہ سے برطرفی کے بعد پارٹی میں رہنے کونڈا سریکھا کا فیصلہ

پارٹی حلقوں میں ہلچل، قیاس آرائیوں کے برخلاف اعلان پر سب کو حیرت

حیدرآباد۔ کونڈا سریکھا کو کابینہ سے برطرف کئے جانے کے بعد بھی پارٹی میں رہنے کے فیصلہ نے پارٹی قائدین میں ہلچل پیدا کردی ہے۔ کونڈا سریکھا کے تحمل نے ان کے خلاف کاروائی کرنے کے لئے پارٹی کو مجبور کرنے والوں کو پریشانی میں مبتلاء کردیا ہے کیونکہ کونڈا سریکھا کو کابینہ سے برطرف کئے جانے کے بعد قیاس کیا جارہا تھا کہ ریاستی حکومت اور کانگریس پارٹی کے فیصلہ کے بعد کونڈا سریکھا پارٹی سے مستعفی ہوجائیں گی اور بی جے پی یا بی ا؟ رایس میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری رکھیں گی لیکن انہوں نے توقعات کے برخلاف اس بات کا اعلان کیا ﮐﮧ وہ کانگریس میں رہتے ہوئے رکن اسمبلی کی حیثیت سے خدمات انجام دیتی رہیں گی۔ کانگریس پارٹی قائدین جو کونڈا سریکھا کو کابینہ سے برطرف کرنے میں سرگرم تھے وہ اب مجلس بلدیہ عظیم تر ورنگل کے انتخابات کے متعلق فکر مند ہوچکے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ کونڈا سریکھا اب اپنی طاقت کا اندازہ کروانے کے لئے ا؟ ئندہ اسمبلی انتخابات تک کا انتظار نہیں کریں گی بلکہ جس طرح ٹی جیون ریڈی نے بلدی انتخابات کے دوران اپنی سرگرمیاں انجام دی ہیں اسی طرح مخالف پارٹی امیدوار اپنے امیدواروں کو ا؟ زاد میدان میں اتارتے ہوئے انہیں کامیاب کروانے کی کوشش کریں گی۔ ذرائع کے مطابق کونڈا سریکھا اور کونڈا مرلی نے اپنے حامیوں سے بات چیت کے دوران یہ بات واضح کردی ہے کہ ان کے ساتھ اختیار کردہ رویہ کے بعد ان کے حامیوں کو کسی نامزد عہدہ پر یا ا؟ ئندہ مجلس بلدیہ عظیم تر ورنگل کے انتخابات میں ٹکٹ کی کوئی توقع نہیں ہے اور اس کے باوجود بھی کوئی ان کے ساتھ رہنے کے خواہاں ہے تو وہ ان کے مفادات کے تحفظ کے لئے کوشش کریں گے۔ کونڈا سریکھا کے فیصلہ نے جہاں اپوزیشن جماعتوں بالخصوص بھارتیہ جنتا پارٹی اور بھارت راشٹر سمیتی کو حیرت میں مبتلاء کردیا ہے وہیں کانگریس پارٹی قائدین متحدہ ورنگل میں پارٹی کے موقف کے متعلق فکر مند ہونے لگے ہیں کیونکہ انہیں اس بات کا اندازہ ہے کہ اگر ''کونڈا'' خاندان مخالف پارٹی سرگرمیوں یا مخالف حکومت سرگرمیوں کا حصہ بنتے ہیں تو ایسی صورت میں ورنگل کے بیشتر حلقہ جات اسمبلی پر وہ اثر انداز ہونے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اسی لئے حکومت کونڈا سریکھا اور ان کے خاندان کی ہر حرکت پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے کیونکہ کونڈا سریکھا کی دختر نے چیف منسٹر اے ریونت ریڈی اور ان کے بھائیوں پر بدعنوانیوں کے الزامات اور شواہد کی موجودگی کا دعویٰ کرتے ہوئے انہیں انفورسمنٹ ڈائریکٹوریٹ اور سی بی ا؟ ئی کو روانہ کرنے کا اعلان کیا ہے

بہار میں نیشنل اسکول آف ڈرامہ کی شاخ: تھیٹر کے ایک نئے دور کی امید

پانچ برس کی مسلسل کوشش اب بہار کے فن، ثقافت اور تھیٹر کے مستقبل کے لیے ایک نئی امید بن کر سامنے آئی ہے۔ بہار کی سرزمین صدیوں سے ادب، ثقافت، لوک روایات، فنونِ لطیفہ اور تھیٹر کی ایک زرخیز سرزمین رہی ہے۔ اس مٹی نے بے شمار ادیبوں، فنکاروں، تھیٹر کارکنوں اور ثقافتی شخصیات کو جنم دیا ہے۔ اس کے باوجود بہار کے نوجوان فنکاروں کو اعلیٰ اور پیشہ ورانہ تھیٹر کی تربیت کے لیے اکثر دہلی، ممبئی اور ملک کے دوسرے شہروں کا رخ کرنا پڑتا رہا ہے۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے میں گزشتہ تقریباً پانچ برس سے بہار کے محکمہ ؟ فن وثقافت کے سامنے مسلسل درخواستیں اور مطالبات پیش کرتا رہا ہوں کہ بہار میں نیشنل اسکول آف ڈرامہ (NSD) کی ایک شاخ یا علاقائی مرکز قائم کیا جائے۔ آج جب اس سمت میں ایک مثبت پہل اور نئی امید نظر آ رہی ہے تو یہ صرف کسی ایک فرد یا ادارے کی کامیابی نہیں بلکہ بہار کے ہر اس نوجوان فنکار اور تھیٹر کارکن کی کامیابی ہے جو اپنے ہی صوبے میں رہ کر قومی سطح کی تربیت اور مواقع حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس اہم پہل کے لیے بہار کے تمام وزرائے فن و ثقافت، بالخصوص محکمہ ؟ فن وثقافت بہار کے چیئرمین جناب پرنو کمار جی اور معزز وزیر اعلیٰ جناب سمراٹ چودھری جی کا بہار کلاسنگم اور میڈیا کرافٹس اسٹوڈیو، بہار کی جانب سے تہہ دل سے شکریہ اور اظہارِ تشکر۔ ہم امید کرتے ہیں کہ بہار میں نیشنل اسکول آف ڈرامہ کا مرکز صرف ایک تربیتی ادارہ نہیں ہوگا بلکہ بہار کے تھیٹر کو قومی اور بین الاقوامی سطح سے جوڑنے کا ایک مضبوط ذریعہ بنے گا۔ بہار کے گاؤں، قصبوں اور شہروں میں صلاحیتوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ضرورت صرف صحیح تربیت، صحیح پلیٹ فارم اور صحیح مواقع کی ہے۔ NSD کا مرکز بہار میں قائم ہونے سے اداکاری، ہدایت کاری، ڈرامہ نویسی، اسٹیج ڈیزائن، روشنی، موسیقی، لوک تھیٹر، تھیٹر ٹیکنالوجی اور تھیٹر مینجمنٹ جیسے شعبوں میں نئی نسل کو منظم اور اعلیٰ معیار کی تربیت حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہار کی عظیم لوک روایات اور جدید تھیٹر کے درمیان ایک نیا اور تخلیقی رشتہ بھی قائم ہوسکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بہار کا نوجوان صرف مواقع کی تلاش میں دوسرے صوبوں کا رخ کرنے والا نوجوان نہ رہے، بلکہ ایک دن ایسا آئے جب ملک کے دوسرے حصوں کے نوجوان بہار آ کر یہاں تربیت حاصل کریں۔ یہ پہل بہار کے تھیٹر کے ساتھ ساتھ روزگار، ثقافتی سیاحت، فلم و ٹیلی ویژن، لوک فنون اور تخلیقی معیشت کو بھی نئی رفتار دے سکتی ہے۔ آج بہار کلاسنگم اور میڈیا کرافٹس اسٹوڈیو کی جانب سے ہم پورے یقین کے ساتھ کہتے ہیں: یہ صرف آغاز ہے، منزل ابھی بہت دور ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ بہار کے تھیٹر فنکاروں کو قومی و بین الاقوامی شناخت ملے، نوجوان فنکاروں کو اپنے ہی صوبے میں عالمی معیار کی تربیت حاصل ہو اور بہار ہندوستان کے ثقافتی نقشے پر اپنی مضبوط شناخت دوبارہ قائم کرے۔ بہار آگے بڑھے گا، بہار کا تھیٹر آگے بڑھے گا، اور بہار کی فنکارانہ صلاحیت ہندوستان اور دنیا میں اپنا پرچم بلند کرے گی۔ فن صرف تفریح نہیں، بلکہ معاشرے اور تہذیب کی روح ہے۔ اظہارِ تشکر کے ساتھ

بہار کلاسنگم

اور میڈیا کرافٹس اسٹوڈیو، بہار

—— محمد عرفان جمیعہ والا

اداکار | مصنف | ہدایت کار | تھیٹر کارکن

فی الحال کابینہ میں کوئی توسیع نہیں ہوگی: مہیش کمار گوڑ

حیدرآباد۔ صدر تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ فی الحال کابینہ میں توسیع کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ کونڈا سریکھا کو کابینہ سے برطرف کرنے کا فیصلہ کانگریس ہائی کمان کا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی رول نہیں ہے جبکہ ہم نے انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے لیکن ہائی کمان نے اس کو قبول نہیں کیا۔ آج گاندھی بھون میں میڈیا سے غیر رسمی بات چیت کرتے ہوئے مہیش کمار گوڑ نے ان خیالات کا اظہار کیا جس کے بعد 7 ستمبر سے شروع ہونے والے اسمبلی اجلاس سے قبل کابینہ کی توسیع کی قیاس آرائیوں کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ دہلی میں کانگریس ہائی کمان کے پاس صرف کونڈا سریکھا اور جی چنا ریڈی کے معاملے پر بات چیت ہوئی ہے۔ کابینہ کی توسیع کے بارے میں کوئی مشاورت نہیں ہوئی اور نہ ہی اس مسئلہ پر غور کیا گیا۔ انہیں (مہیش کمار گوڑ) کو کابینہ میں شامل کرنے کی افواہوں پر پوچھے گئے سوال کو انہوں نے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ یہ صرف افواہیں ہیں اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ کابینہ میں کب توسیع کرنا ہے یہ مکمل چیف منسٹر اے ریونت ریڈی کا اختیار ہے وہ مناسب وقت پر صحیح فیصلہ کریں گے۔ صدر تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی نے کہا کہ مستقبل میں پارٹی اور حکومت پر تنقید کرنے والے کسی بھی قائد کو بخشا نہیں جائے گا۔ کونڈا سریکھا اور جی چنا ریڈی کے خلاف تلنگانہ کانگریس تادیبی کمیٹی کی سفارش پر اے آئی سی سی نے فیصلہ کیا ہے۔ اس میں ہمارا کوئی رول نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزارت سے برطرف کرنے کے بعد بھی کونڈا سریکھا نے جذباتی ہوکر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انہیں آئندہ سے اس طرح بات نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے۔ مہیش کمار گوڑ نے کہا کہ کانگریس میں اظہار خیال کی آزادی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہیکہ کوئی بھی پارٹی کے حدود پار نہیں کر سکتے۔ اگر انہیں کوئی مسئلہ ہے تو وہ پی سی سی، اے آئی سی سی جنرل سکریٹری جہاں تک کہ راہول گاندھی سے بھی بات چیت کر سکتے ہیں مگر کھلے عام بات کرنے کی کسی کو بھی اجازت نہیں ہے

بارش کی کمی سے چرند و پرند بھی پریشان

حیدرآباد۔) بارش کے خسارہ کے نتیجہ میں پیدا شدہ حالت سے نہ صرف انسان بلکہ چرند و پرند بھی پریشان ہونے لگے ہیں اور اب جبکہ موسم باراں قریب الختم ہے اس کے باوجود بارش نہ ہونے کے سبب عوامی بے چینی میں اضافہ ہونے لگا ہے اور کہا جارہا ہے کہ اگر بارش نہ ہوتی ہے تو ا؟ ئندہ چند ماہ کے دوران پانی کی قلت کا دونوں شہروں حیدرا؟ باد و سکندرا؟ باد کے علاوہ رنگا ریڈی اور میڑچل۔ ملکا جگری کو بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ یکم جون سے اب تک شہر حیدرا؟ باد میں ہونے والی مجموعی بارش کا جائزہ لینے کے بعد ماہرین موسمیات نے جو اعداد و شمار جاری کئے ہیں ان کے مطابق شہر حیدرا؟ باد میں 5 ستمبر تک 23 فیصد کم بارش ریکارڈ کی گئی ہے جبکہ ضلع رنگا ریڈی میں ریکارڈ کی جانے والی بارشوں میں 3 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ اسی طرح میڑچل و ملکا جگری ضلع میں ہونے والی بارشوں میں سب سے زیادہ کمی ریکارڈ کی جارہی ہیں جہاں مجموعی طور پر یکم جون تا 5 ستمبر تک بارش کا جائزہ لینے کے بعد کہا جارہا ہے کہ 35 فیصد کم بارش ریکارڈ کی گئی ہے۔ شہر حیدرا؟ باد میں سال گذشتہ 484.6 ملی میٹر بارش اس مدت کے دوران ریکارڈ کی گئی تھی جبکہ جاریہ سال یکم جون تا 4 ستمبر کے دوران محض 372.1 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی ہے جو کہ 23 فیصد کم ہے۔ اسی طرح میڑچل۔ ملکا جگری کے علاقوں میں سال گذشتہ موسم باراں کے دوران اس مدت میں 467.2 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی تھی اور جاریہ سال اس میں 35 فیصد کی کمی کے ساتھ 302.2 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی ہے۔ مجموعی اعتبار سے ضلع رنگا ریڈی میں سال گذشتہ کے مقابلہ میں محض 3 فیصد کم بارش ریکارڈ کی گئی ہے۔ کیونکہ سال گذشتہ یکم جون تا 4 ستمبر کے دوران 413.6 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی تھی لیکن جاریہ سال اس مدت کے دوران محض 399.3 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی ہے۔ محکمہ موسمیات نے جاریہ ہفتہ کے خشک رہنے کی پیش قیاسی کی تھی لیکن اب کہا جارہا ہے کہ ا؟ ئندہ ہفتہ کے دوران بھی شہر یا اضلاع میں موسلا دھار بارشوں کے امکانات موہوم ہیں۔

انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن سسٹم کو برخاست کرنے سے دیہی طلبہ متاثر ہوں گے: کویتا

حیدرآباد۔ تلنگانہ رکشھنا سینا (ٹی آر ایس) صدر کے کویتا اور گورنمنٹ جونیر لکچررس اسوسی ایشن کے ممبرس نے انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن سسٹم میں مجوزہ تبدیلیوں کی مخالفت کی اور ریاستی حکومت پر زور دیا کہ انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کو اسکول ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ میں ضم کرنے کے پلان سے دستبرداری اختیار کی جائے۔ کل تلنگانہ انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن جے اے سی کے زیر اہتمام سیو انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کانفرنس سے مخاطب کرتے ہوئے کویتا نے چیف منسٹر اے ریونت ریڈی سے مطالبہ کیا کہ اسمبلی میں یہ اعلان کیا جائے کہ انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کو منسوخ نہیں کیا جائے

اساتذہ: مقام اور ذمے داریاں

محمد قمر الزماں ندوی
مدرسہ نورالاسلام کنڈہ، پرتاپ گڑھ
رابطہ نمبر 9506600725

پانچ ستمبر کو ہندوستان میں ٹیچر ڈے یعنی یوم اساتذہ منایا جاتا ہے، بچے اساتذہ کی اہمیت پر تقریر کرتے ہیں، اپنے اساتذہ کو گفٹ اور ہدیہ پیش کرتے ہیں، ان کی دعائیں لیتے ہیں اور حکومت بھی اس تاریخ کو اچھے، مخلص اور محنتی اساتذہ کو ان کے حسن کارکردگی پر اسناد تمغہ اور ایوارڈ دیتی ہے جس کو صدر جمہوریہ ایوارڈ کہتے ہیں۔ کل پانچ ستمبر کی تاریخ ہے۔ بہت سے احباب اور قارئین کا تقاضہ ہے کہ یوم اساتذہ اور سماج میں اساتذہ کی اہمیت اور کردار پر ایک دن قبل ہی تحریر پوسٹ کردوں، تاکہ اس موضوع پر یوم اساتذہ کے موقع پر اظہار خیال کرنے میں آسانی ہو۔ احباب کی خواہش پر پیشگی اس مضمون کو حاضر خدمت کر رہا ہوں، اگر کسی لائق ہو تو اپنی دعاؤں سے ضرور نوازیں گے۔

آج ستمبر کی پانچ تاریخ ہے ہندوستان میں اس دن کو یوم اساتذہ (Teachers Day) کے طور پر منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں خاص ڈے اور دن منانا اب ایک رسم اور فیشن سا ہو گیا ہے، ہر مہینہ اور ہفتہ کوئی نہ کوئی ڈے اور دن منایا جاتا ہے۔ جب کوئی چیز رسم اور فیشن کا درجہ اختیار کر لیتی ہے۔ تو پھر اس کی روح، اہمیت اور حقیقت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے سوائے اخبارات میں اکا دکا رسمی بیان اور چند تصاویر کے ایسے موقع پر کچھ نہیں ہوتا۔ جبکہ اس موقع پر ضرورت تھی کہ ایسے دنوں کے متعلقہ موضوعات اور عنوانات پر سنجیدہ مذاکرات اور پروگرام کئے جائیں۔ ان موضوعات پر گفتگو اور تبادلہ خیال کیا جائے اور ان کی روشنی میں انقلابی تبدیلیوں کی کوششوں کو محرک بنایا جائے۔

البتہ ۵ /ستمبر کو یوم اساتذہ قدر اہتمام سے ملک میں منایا جاتا ہے اسکولس، کالجیز اور یونیورسٹیوں میں تقریبات ہوتی ہیں اور اساتذہ کے مقام اور مرتبہ اور ان کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور طلبہ کو اساتذہ کے مقام و رتبہ کا احساس دلایا جاتا ہے۔

اس بات کو سب تسلیم کرتے ہیں کہ تعلیم و تدریس سب مہتم بالشان اور نہایت ہی مقدس اور معزز پیشہ ہے ہر مذہب اور سماج و معاشرہ میں اساتذہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اپنے اساتذہ کی بغیر کسی فرق ذات و مذہب لوگ عزت کرتے ہیں کیوں کہ سماج و معاشرہ میں جو کچھ بھلائیاں اور نیکیاں پائی جاتی ہیں اور شوشل ورک اور انسانی وسماجی خدمت کا جو سرو سامان اور بنیاد ہے وہ سب دراصل تعلیم و تربیت ہی کا کرشمہ ہے اور علمی مراکز اور درسگاہیں ان کا اصل سرچشمہ ہے۔ دنیا میں سب سے بلند رتبہ اور مقام رسولوں اور پیغمبروں کو حاصل ہے۔ سارے رسول اور پیغمبر اپنی امت کے لئے رسول کی حیثیت کے ساتھ ساتھ معلم کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ وہ انسانیت کے لئے معلم و مربی بھی تھے۔ قرآن مجید نے ان کی اس حیثیت کو بیان کیا ہے۔ یتلوا علیھم آیات ※ ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ ※ (ال عمران ۱۶۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سلسلہ میں منصب رسالت و نبوت کے ساتھ جس حیثیت کو بہت زیادہ نمایاں فرمایا وہ یہ کہ آپ امت کے لئے معلم اور استاد کی حیثیت سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انما بعثت معلما۔ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

معلم و مدرس کی حیثیت باپ سے بھی بڑھ کر ہے باپ اولاد کے لئے دنیا میں آنے کا ذریعہ اور واسطہ ہے جبکہ استاد بچے کو دنیا برتنے اچھا انسان اور شہری بننے اور رب کی معرفت جاننے اور خدا کو راضی کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنتے ہیں۔ اسی لئے اساتذہ کا احترام قدر اور عزت اسی قدر ضروری ہے جتنا اپنے والدین کا۔

روایت میں آتا ہے کہ مشہور صحابی علم تفسیر و حدیث کے سمندر اور حدیث کی نقل و روایت اور فہم و درایت میں اعلی مقام رکھنے والے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس قدر بلند و بالا مقام رکھنے کے باوجود حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی سواری کی رکاب تھام لیتے اور کہتے کہ ہمیں اہل علم کے ساتھ اسی طرح سلوک اور برتاو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۳ / ۴۲۳)

ہمارے بہت سے اسلاف اور اکابر کے بارے میں ان کی سیرت وسوانح لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ وہ اپنے اساتذہ کا احترام اس قدر کرتے کہ ان کے گھر کی طرف پیر کر کے سوتے نہیں تھے کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے اور جب سفر سے واپس ہوتے تھے والدین سے پہلے اساتذہ سے ملنے ان کے گھر پہنچتے دعائیں لیتے اور اگر حیثیت اور گنجائش ہوتی تو ضرور ان کو ہدیہ وتحفہ اور اکرامیہ سے نوازتے۔

خلف احمر لغت و زبان کے مشہور عالم گزرے ہیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ان کے شاگردوں میں سے تھے لیکن امام احمد بن حنبل علوم اسلامیہ میں مہارت فقہ و فتاوی میں شہرت اور زہد و تقوی میں اعلی مقام حاصل کرنے میں استاد سے بازی لے گئے لیکن اس کے باوجود امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کبھی ان کے برابر بیٹھنے کو تیار نہیں ہوتے۔ امام شافعی رح امام مالک رح کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ جب میں امام مالک کی مجلس کے سامنے ورق پلٹتا تو بہت نرمی سے کہ کہیں آپ کو تکلیف اور بار خاطر نہ ہو۔ حضرت موسی علیہ السلام منصب نبوت اور مقام رسالت پر فائز تھے اس کے باوجود جب حضرت خضر سے استفادہ کے لئے گئے تو بہت ہی صبر و تحمل کے ساتھ ان کی باتوں کو برداشت کیا اور بار بار معذرت خواہی فرمائی۔ امام ابو حنیفہ رح نے اپنے صاحبزادے کا نام اپنے استاد کے نام پر حماد رکھا۔ امام صاحب کے ادب کا یہ حال تھا کہ اپنے استاد امام حماد کے مکان کی طرف پاؤں کرنے میں بھی لحاظ ہوتا تھا۔ قاضی ابو یوسف رح کو اپنے استاد امام ابو حنیفہ سے ایسا تعلق تھا کہ جس روز بیٹے کا انتقال ہوا اس روز بھی اپنے استاد کی مجلس درس سے غیر حاضری کو گوارہ نہیں کیا۔ امام ابو حنیفہ رح کی نگاہ میں استاد و معلم اور اتالیق کا کتنا مقام و مرتبہ تھا کہ اپنے بیٹے حماد کی جس دن رسم بسم اللہ کرائی تو اس استاد کو بیس پچیس ہزار دینار و درہم سے نوازا اور یہ کہا کہ ابھی اتنا ہی ہے اگر اور ہوتا تو وہ سب بھی نذر اور ہدیہ کر دیتا۔

ماضی قریب میں مولانا عبد السلام قدوائی ندوی رح نے بہت سے طلبہ کی کفالت کی اپنے خرچ سے ان کو اعلی تعلیم دلائی پھر وہ اعلی عہدے پر پہنچے مولانا مشیر الحق بحری آبادی ندوی سابق وائس چانسلر کشمیر یونیورسٹی ان کے خاص شاگرد تھے جن کی انہوں نے ہر طرح سے تربیت اور کفالت کی۔ مولانا احتشام الحق ندوی سابق پروفیسر عربی کالی کٹ یونیورسٹی بھی ان کے خاص شاگردوں میں ہیں جو بقید حیات ہیں۔

بہت دور زمانہ نہیں گزرا کہ لوگ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے اتالیق اور مربی رکھتے تھے اور ایسے ماہر فن علم و عمل کے جامع مربی و اتالیق مل جاتے تھے جو بچوں کی صحیح تربیت کر سکیں۔ ان کو بڑی عزت حاصل ہوتی اور وہ فکر دنیا سے بھی مستغنی اور بے نیاز ہو جاتے۔ اتالیقی ایک معزز عہدہ اور پیشہ تھا بڑے بڑے عادل اور نیک حکمراں کے پیچھے ان کے اتالیق کی تعلیم و تربیت ہی کارفرما تھے جنہوں نے ان بادشاہوں کے دل و دماغ کو بدل دیا اور ان کا مزاج اسلامی اور دینی بنا دیا۔ اس زمانہ میں اساتذہ علم و عمل اخلاق و کردار ادب و احترام کے اعلی مقام پر فائز ہوتے طلبہ کے حق میں مخلص ہوتے ان سے دنیاوی کوئی لالچ نہیں رکھتے اشراف نفس سے بھی بچتے اس کو حرام و ناجائز سمجھتے طلبہ کی پریشانی اور دقت کو اپنی پریشانی سمجھتے اور ایک بڑی تعداد ایسے اساتذہ کی تھی جو تعلیم کے ساتھ اپنی طرف سے ان کی مالی کفالت بھی کرتے تھے۔ امام یوسف رح کی تعلیم و تربیت کے سارے اخراجات امام ابو حنیفہ رح نے برداشت کئے کیونکہ ان کے والد غریب تھے دھوبی کا کام کرتے تھے۔ سلف صالحین کو اپنے شاگردوں سے ایسی محبت ہوتی تھی کہ ان کے نجی دشواریوں کو بھی حل کرتے تھے۔ امام شافعی رح یتیم و غریب طالب علم تھے۔ امام مالک رح نے اپنے اس ہونہار شاگرد کو خود اپنا مہمان بنایا اور جب تک مدینہ میں رہے ان کی کفالت کرتے رہے۔ پھر جب وہ حصول علم کی خاطر کوفہ کی جانب جانے لگے تو سواری اور سفر خرچ کا انتظام اپنے جیب خاص سے کیا۔ اور نہایت محبت سے رخصت کیا۔ جب امام شافعی رح امام محمد رح کے حلقہ درس میں آئے تو امام محمد نے ان کی یتیمی اور غریبی کا بے حد خیال رکھا بلکہ بھرپور تعاون کیا۔ معمولی اور بوسیدہ کپڑا پہن کر آئے تھے ان کو قیمتی جوڑے دئے اور جب وہ استفادہ کر کے جانے لگے تو ایک ہزار درہم ہدیہ دیا۔ ہمارے اسلاف طلبہ کا کس قدر خیال رکھتے تھے اور ان سے کس قدر محبت کرتے تھے اس کا اندازہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس جملہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ وہ اپنے شاگردوں کی نسبت فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر ان پر ایک مکھی بھی بیٹھ جاتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ (مستفاد از دینی و عصری تعلیم مسائل اور حل مولفہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ۲۵۲-۲۵۳)

لیکن افسوس کہ یہ روایات ماضی کی یہ تاریخ اور نقوش سب مٹتے جارہے ہیں اساتذہ اور طلباء کے درمیان محبت وشفقت اور احترام و عقیدت کا جذبہ مفقود ہوتا جارہا ہے جس کی وجہ سے علم کی روح ختم ہوتی جارہی ہے اس کی برکت مٹتی جارہی اور بے احترامی اور بے ادبی کی وجہ سے اساتذہ سے جو فیض حاصل ہونا چاہیے وہ ختم ہوتا جارہا ہے۔ آج تدریس عبادت نہیں بلکہ ایک پیشہ اور تجارت اور ملازمت بن گئی ہے۔ تعلیم کو اساتذہ صرف ذریعہ معاش خیال کرنے لگے ہیں۔ ان کی ہوس اونچی تنخواہ پا کر بھی پوری نہیں ہوتی وہ اپنے طلبہ کو گھر بلا کر مہنگے ٹیوشن پڑھاتے ہیں اور یہاں اپنی صلاحیتوں کو مظاہرہ کرتے ہیں۔ بہت سے بھرتی کے اساتذہ ہوتے ہیں جو رشوت اور تعلق سے اس عہدے تک پہنچ جاتے ہیں علمی لیاقت نہیں ہوتی ہے اس لئے طلبہ کی زندگی برباد کرتے ہیں۔

یوم اساتذہ (جو دن کے صرف ایک رسم علامت اور ایک شناخت کے طور پر منایا جاتا ہے جس کی کوئی شرعی اور دینی حیثیت نہیں ہے) یہ دن اور ڈے ہمیں یہ پیغام دے رہا کہ طلبہ اپنے اساتذہ کا مقام اور مرتبہ سمجھیں اور ان کا احترام اور انکی عزت کریں تو دوسری طرف اساتذہ کو بھی آج کا یہ دن اور آج کی تاریخ مہمیز لگا رہی کہ وہ اپنے منصب اور مقام کو کما حقہ سمجھیں اور اس منصب اور مقام کے گریمہ معیار اور کوالٹی میں کوئی کمی نہ آنے دیں۔ خدا کرے طلبہ اور حضرات اساتذہ کو بھی یہ باتیں سمجھ میں آجائے۔ آمین

بیٹیاں بوجھ نہیں، گھر کی زینت ہے

محمد اعجاز افضل (تیلنی پاڑہ)
طالب علم، بی اے اردو آنرز، رشی بنکم چندر کالج (مغربی بنگال)

اللہ تعالیٰ نے اس خوبصورت کائنات میں انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔ انہی نعمتوں میں بیٹیاں بھی ایک عظیم نعمت ہے۔ بیٹی گھر میں محبت، شفقت اور خوشیوں کی روشنی لے کر آتی ہے۔

مگر افسوس کہ ہمارے معاشرے میں آج بھی بعض خاندان بیٹی کی پیدائش کو بوجھ سمجھتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ بیٹیاں بوجھ نہیں بلکہ گھر کی رونق، والدین کے لیے رحمت اور خاندان کی زینت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے بیٹیوں کی بلوغت (جوانی) تک اچھی طرح پرورش اور دیکھ بھال کی، تو قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا)۔“

اس حوالے سے ہمیں بیٹیوں کی اہمیت اور قدر و منزلت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

قران مجید میں اللہ تعالی نے جب اولاد کا ذکر فرمایا تو بیٹوں سے پہلے بیٹیوں کا ذکر کیا ہے۔ (سورۃ الشوریٰ آیت 49)۔

قرآن مجید کی اس آیت سے بھی ہمیں بیٹیوں کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ اس حقیقت کو سمجھنے کے باوجود بیٹیوں کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض خاندانوں میں آج بھی بیٹیوں کی پرورش بھی اس احساس کے ساتھ کی جاتی ہے کہ جلد از جلد رخصت کر دینا ہے۔ ان کی تعلیم، خوابوں اور خواہشات سے زیادہ ان کی شادی کی فکر کی جاتی ہے کیونکہ ان لوگوں کو بیٹی ایک بوجھ لگتی ہے زینت نہیں اللہ کی رحمت نہیں۔

بعض خاندانوں میں بچپن سے ہی انہیں یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ وہ والدین پر صرف ایک ذمہ داری ہے، جسے ایک دن کسی دوسرے گھر منتقل کر دینا ہے۔ یہ سوچ بیٹی کے اعتماد کو مجروح کرتی ہے بلکہ اس کی صلاحیتوں اور خوابوں کے راستے میں بھی رکاوٹ بن جاتی ہے۔

بیٹیوں کو بوجھ سمجھ کر ان کی شادی جلد از جلد کروا دی جاتی ہے۔ بعض اوقات انہیں تعلیم حاصل کرنے سے بھی روک دیا جاتا ہے۔ اور زیادہ تر لوگوں کا یہ کہنا ہوتا ہے کہ ”لڑکیوں کو زیادہ پڑھا کر کیا کرنا ہے؟ آخر ایک دن تو ان کی شادی ہی کرنی ہے۔“ یہ سوچ بالکل غلط ہے؛ ہمیں اور ہمارے معاشرے کو ایسی فرسودہ سوچ بدلنے کی ضرورت ہے۔

بعض خاندانوں میں آج بھی لڑکیوں پر جذباتی دباؤ ڈال کر شادی کے لیے آمادہ کیا جاتا ہے۔ یوں کئی بیٹیاں اپنے خواب، خواہشات اور تعلیم قربان کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

(صحیح بخاری، حدیث 5136؛ صحیح مسلم 1419)

(اردو ترجمہ) ”بیوہ عورت کا نکاح اس کی اجازت لیے بغیر نہ کیا جائے، اور کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔“

ہمیں اس سوچ کو بدلنے اور اپنے معاشرے کی اس غلط سوچ کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ بیٹیوں کو بوجھ سمجھنے کے بجائے انہیں اللہ تعالی کی عطا کردہ ایک عظیم نعمت اور گھر کی زینت سمجھا جائے اور بیٹیوں کو بوجھ سمجھنے کے بجائے ان کو محبت، عزت، تعلیم اور اپنے خواب پورے کرنے کا یکساں موقع دیا جائے۔ جب ہماری سوچ بدلے گی، تبھی ہمارا معاشرہ حقیقی معنوں میں ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن ہوگا۔

جدید دور میں استاد کی مہارتیں اور معیار

محمد الطاف ثاقب

رہبر بھی یہ ہمدم بھی یہ غم خوار ہمارے
استاد یہ قوموں کے ہیں معمار ہمارے
(محمد اسد اللہ)

ہر سال پانچ ستمبر کو یوم اساتذہ بڑے زور وشور سے منایا جاتا ہے۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی ملک کے مختلف مقامات میں یہ منایا جائے گا۔ یہ دن ہندوستان کے اندر ڈاکٹر سروپالی رادھا کرشنن جی کے جنم دن پر منایا جاتا ہے۔ جس کو انہوں نے اپنی موجودگی میں ہی یوم اساتذہ کے نام سے منسوب کر دیا تھا۔ ویسے تو ہر ایک استاد کا اپنا ایک الگ مرتبہ ہے لیکن کچھ اساتذہ بچوں میں بہت مقبول ہوتے ہیں جن سے بچے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور رہنمائی بھی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر سروپالی بھی طلباء کو بہت پسند تھے لیکن اس وقت چونکہ یوم پیدائش منانے کا زیادہ رواج عام نہیں تھا تو ڈاکٹر صاحب بھی اس کو بہت کم منایا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے شاگر باضد ہو گئے کہ ہمیں آپ کا جنم دن منانا ہے تو ڈاکٹر سروپالی رادھا کرشنن جی نے کہا کہ آپ میرا جنم دن مناؤ مجھے اتنی خوشی نہیں ہوگی بلکہ آپ اس دن کو یوم اساتذہ کے طور پر مناؤ تو مجھے بہت مسرت ہوگی، اسی دن سے یہ دن یوم اساتذہ کے نام کر دیا گیا۔ ڈاکٹر سروپالی رادھا کرشنن جی پیشے سے ایک استاد تھے۔ اس سے پہلے بہت سارے دن کسی نہ کسی کے نام پر منائے جاتے تھے تو استاد کے نام پر کوئی دن بھی نہیں منایا جاتا تھا جو کہ ان کو اچھا نہیں لگتا تھا تو انہوں نے استاد کی قدر و قیمت کو بڑھاوا دینے اور عوام میں عام کرنے کے لیے اپنا جنم دن یوم استاد کے نام کر دیا۔ اس دن طلبہ اپنے اساتذہ کو الگ الگ طریقوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں، تحائف دیتے ہیں اور پروگرام کے اندر بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتے ہیں۔ لیکن دور حاضر میں حقیقت سے زیادہ نمائش پر زیادہ زور ہے اور اسے اپنایا بھی جارہا ہے۔ کیا آجکل یوم اساتذہ منانا ایک رسم بن گئی ہے؟ کیا طلباء مرکزیت سے اساتذہ کے وقار میں کمی ہو رہی ہے؟ اساتذہ کرام پیشے کو کیسے مستحکم بنا سکتے ہیں؟

یہ بنیادی سوالات ہیں جن پر اساتذہ کرام کو کام کر کے پیشے کو باوقار اور عوام میں اعتبار حاصل کرنا ہوگا۔ استاد کسی پیسہ کمانے کے پیشے کا نام نہیں اور نا ہی کسی سیاسی پارٹی کا نام ہے بلکہ یہ ایک پیغمبری پیشہ ہے جو کہ نہایت ہی پاک اور اعتبار والا پیشہ ہوتا ہے۔ استاد کے بغیر کوئی بھی کام ممکن نہیں کیونکہ جس سے بھی ہم کچھ سیکھیں وہ ہمارا استاد کہلاتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا وہ میرا استاد ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سماج اور قوم کا معمار استاد ہی ہوتا ہے بغیر استاد کے نہ تو کوئی کچھ سیکھ سکتا ہے اور نہ ہی معاشرے کی نشوونما ہو سکتی ہے۔ کسی شاعر نے لکھا ہے کہ:

یہی رکھتے ہیں شہر علم کی ہر راہ کو روشن
ہمیں منزل پر پہنچا کر یہ کتنا شاد ہوتے ہیں

استاد ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جو بغیر کسی مطلب، بغیر کسی لالچ بھید بھاؤ کے کام کرتا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ یہ بچہ آگے جا کر کیا بنے گا اور کیا دے گا لیکن پھر بھی اس کے تئیں ہمدردی رکھتا ہے اور ہمیشہ رہنمائی کرتا ہے کہ میرا شاگرد کامیاب ہو اور اس سب کے عوض میں کیا؟ صرف خوشی اور سکون کہ ہم نے کسی کے کامیاب ہونے میں مدد کی ہے۔ استاد کی رہنمائی اور نصیحتیں طلباء کے لیے رحمت ہوتی ہیں جن کا اندازہ زندگی کے ساتھ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔

اس سے پہلے ہر ایک ادارے میں استاد مرکوز پر مبنی تعلیم ہوتی تھی جس میں کہ ایک استاد کو ہی سب کچھ مانا جاتا تھا۔ ”بچے کو صرف ایک خالی برتن یا کورے کاغذ کی مانند سمجھا جاتا تھا اس خالی برتن کو استاد جیسے چاہے بھر دے“۔ لیکن عصر نو میں ہر چیز میں تبدیلیاں آئی ہیں۔ ڈیجیٹیل اپنے عروج پر ہے۔ سماجی اور معاشی تبدیلیاں بھی آئی ہیں وغیرہ۔ ایسے ہی تعلیمی میدان میں بھی ہمیں نمایاں تبدیلیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ماہرین نفسیات نے بہت سارے ایسے نظریات دیئے ہیں جن میں وائیگوسکی، پیاجے، بنجامین بلوم وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ان کے نظریات کو اب زیادہ فوقیت دی جانے لگی ہے کہ ”بچہ ایک پودے کی طرح ہے اس کو جو چاہیے وہ دیا جائے تاکہ اس کی پرورش اور نشوونما میں کوئی کمی نہ آئے۔“ ان نظریات پر تعلیمی پالیسیاں بنائی جارہی ہیں کہ کیسے بچوں کو سیکھنے میں یا تعلیمی میدان میں آسانیاں پیدا کی جائیں۔ لیکن یہاں پر سوال یہ ہے کہ استاد کہاں؟

جدید دور میں اور نئی تعلیمی پالیسی کے مطابق ہنرمندی پر زور دیا جارہا ہے کہ طلباء کی ہولیسٹک ترقی (holistic development) ہو تاکہ بچہ زندگی میں آگے چل کر ناکام نہ ہو۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ استاد کا مقام کہاں پر ہے۔ اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ بچہ دو چیزوں سے سیکھتا ہے، 1۔ شوق، 2۔ ڈر۔ اب جن بچوں میں شوق نہ ہو تو اس کو ڈرانا بھی آخری حربہ نہ مانا جائے بلکہ استاد مختلف تیکنیکس سے بچوں کو سمجھائے، رہنمائی کرے اور بچوں کو پڑھنے اور سیکھنے کے لیے آمادہ کرے وہی استاد آج کے زمانے میں ایک کامیاب استاد ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ سب کچھ طلباء مرکوز ہی کر دیا گیا ہو۔ گورنمنٹ اساتذہ کرام کے لیے بھی مختلف ٹریننگ پروگرام چلا رہی ہے اور تعلیمی پالیسیوں و قومی نصاب کے فریمورک میں اساتذہ کی تربیت کو شامل کیا گیا ہے کہ اساتذہ کی مہارتوں کو کیسے بہتر بنایا جا سکے تاکہ کمرہ جماعت میں خوش اسلوبی سے بچوں کو سکھایا اور سمجھایا جا سکے۔ اساتذہ کرام کی عزت و آبرو کو برقرار رکھنے کیلئے ٹیچر ٹریننگ پروگرام، تدریسی مشق، وغیرہ میں حکومت اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ اساتذہ کرام کی عزت کم ہوئی ہے لیکن وقت کے ساتھ اساتذہ کو بھی نئی تیکنیک، اے آئی کا استعمال کرنا چاہیے۔ ویسے تو استاد کسی بھی مقام پر ناکام نہیں ہوتا لیکن اگر کسی کو کمی محسوس ہو رہی ہے تو وہ خود اس کو بہتر بنائے۔ بہت ساری سکلز (skills) ایسی ہیں جن کے استعمال سے بغیر کسی اذیت یا استحصال کے بچوں پر قابو کیا جاسکتا ہے۔ بچوں پر قابو سے مراد بچوں کا دل جیتنا ہے، بچوں کا اعتماد جیت کر ان کو پڑھائی کی طرف مائل کرنا ہے۔ کھیل کھیل میں پڑھانے کے طریقہ کار کو زیادہ سے زیادہ اپنایا جائے۔ بچے کی ہولسٹک ترقی پر زور دیا جائے، بچوں کی ایسی رہنمائی کی جائے جو ان کیلئے مستقبل کی راہ ہموار کرے، ادارے میں ہم نصابی سرگرمیوں کا انعقاد اور کوئز کروائے جائیں۔ سب سے اہم یہ کہ طلباء کے جذبات کو سمجھ کر کہ کس مصیبت میں ہے اس کا حل نکالا جائے بلکہ انکو آنے والے حالات سے جوجھنے پر بھی کام کیا جائے۔ والدین کے لیے بھی ضروری ہیکہ بچوں کے سامنے کبھی اساتذہ کی برائی نہ کریں، تربیت پر زیادہ سے زیادہ زور دیں، ہر وقت بچوں پر نظر رکھیں۔ استاد کا مقام آج بھی زندہ ہے اور برقرار ہے لیکن استاد کو چاہیے کے بدلتے حالات کو دیکھ وقت کا صحیح استعمال کرے اور بچوں پر نئی نئی حکمت عملیاں بنائے تاکہ بچے پڑھائی کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت رکھیں۔ خاص طور پر تدریسی مواد کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرے کیونکہ بچہ سننے سے زیادہ دیکھ کر کرنے سے اچھا سیکھتا ہے۔ بچوں کو پروجیکٹ دیے جائیں تاکہ وہ خود کر کے تجربے سے سیکھے۔ جیسا کہ چین کے ایک مشہور ماہر تعلیم کنفیوشس نے کہا تھا کہ ”میں سنتا ہوں تو مجھے بھول جاتا ہے، میں دیکھتا ہوں تو مجھے یاد ہے، میں کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں“۔ بچہ ہمیشہ خود کرنے کے بعد سیکھتا ہے جسے ”کھیلنے کا طریقہ (playway method)“ کہا جاتا ہے۔ والدین اور استاد دونوں کو بچے کی تربیت پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ڈگری کے ساتھ ساتھ تہذیب یافتہ، تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ بن کر سماج کے سامنے آئے۔

نوٹ: مضمون نگار مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد میں محقق ہیں۔

استاد قوم کا معمار اور نسلِ نو کا رہنما!

(حافظ) افتخار احمد قادری
کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش

بھارت میں ہر سال 5 ستمبر کو یوم اساتذہ نہایت عقیدت و احترام اور وقار کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ یہ دن تقویمی اعتبار سے ایک یادگار تاریخ نہیں بلکہ علم، تدریس، تربیت اور معلم کے بلند مرتبے کے اعتراف کا دن ہے۔ 5 ستمبر کا انتخاب بھارت کے عظیم فلسفی، ماہرِ تعلیم، دانشور، مفکر اور مملکتِ ہند کے اولین نائب صدر اور دوسرے صدرِ جمہوریہ ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کی ولادت کی مناسبت سے کیا گیا۔ ان کی پیدائش 5 ستمبر 1888 کو مدراس پریزیڈنسی کے تروتانی میں ہوئی تھی۔ وہ ایک ممتاز فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بلند پایہ استاد بھی تھے اور ان کی علمی و فکری خدمات نے بھارت کی تعلیمی اور فلسفیانہ روایت کو عالمی سطح پر متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ 5 ستمبر کو یوم اساتذہ منانے کے پس منظر میں ڈاکٹر سروپلی رادھا کرشنن کی شخصیت اور ان کا تصورِ تعلیم بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جب ان کے شاگردوں اور عقیدت مندوں نے ان کی سالگرہ منانے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے ذاتی جشن کے بجائے اس دن کو اساتذہ کے احترام سے منسوب کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ان کا خیال تھا کہ اگر ان کی سالگرہ کو الگ سے منانے کے بجائے ملک بھر کے اساتذہ کی خدمات کے اعتراف اور ان کے احترام کے دن کے طور پر منایا جائے تو یہ ان کے لیے زیادہ باعث مسرت ہوگا۔ چنانچہ ان کی خواہش کو پیش نظر رکھتے ہوئے 5 ستمبر کو یوم اساتذہ کے طور پر منانے کی روایت قائم ہوئی۔ ہندوستان میں یہ دن 1962 سے باقاعدہ طور پر یومِ اساتذہ کی حیثیت سے منایا جارہا ہے اور اس طرح ایک فرد کی سالگرہ قومی سطح پر استاد کے تقدس، عظمت اور علمی خدمات کے اعتراف کی علامت بن گئی۔

استاد درحقیقت کسی بھی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور تہذیبی تعمیر کا بنیادی ستون ہوتا ہے۔ والدین انسان کو دنیا میں لاتے ہیں، اس کی پرورش کرتے ہیں اور اسے ابتدائی زندگی کے آداب سکھاتے ہیں، لیکن استاد اس کی ذہنی تربیت، علمی نشوونما اور فکری بالیدگی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ والدین بچے کو زندگی عطا کرتے ہیں جب کہ استاد اسے زندگی کا مقصد، شعور اور سمت عطا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر مہذب قوم نے معلم کو غیر معمولی عزت و توقیر سے نوازا ہے۔ استاد صرف تختۂ سیاہ پر الفاظ لکھنے والا شخص نہیں بلکہ وہ شخصیت ساز، کردار ساز اور نسل ساز ہوتا ہے جو خام ذہنوں کو علم و آگہی کی روشنی سے منور کرتا ہے۔ ایک اچھا استاد اپنے شاگرد کو محض نصابی کتابوں کا پابند نہیں بناتا بلکہ اسے غور و فکر، تدبر، تحقیق اور سوال کرنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ وہ طالب علم کے اندر صحیح اور غلط، حق اور باطل، عدل اور ظلم، خیر اور شر، صداقت اور فریب کے درمیان امتیاز پیدا کرتا ہے۔ تعلیم کا حقیقی مقصد صرف یہ نہیں کہ طالب علم امتحان میں اچھے نمبر حاصل کر لے بلکہ اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ علم کو اپنے کردار میں ڈھالے، اپنے معاشرے کے لیے نفع بخش بنے اور اپنی ذمہ داریوں کو دیانت داری سے ادا کرے۔ اگر تعلیم انسان کے اخلاق و کردار کو سنوارنے سے قاصر ہو تو محض معلومات کا انبار انسان کو صاحب علم تو بنا سکتا ہے، صاحب شعور نہیں۔ اسی لیے استاد کو قوم کا معمار کہا جاتا ہے۔ معمار عمارت تعمیر کرتا ہے مگر استاد انسان تعمیر کرتا ہے۔ معمار اینٹوں کو ترتیب دے کر عمارت بلند کرتا ہے مگر استاد ذہنوں کو ترتیب دے کر قوم کی بنیاد مضبوط کرتا ہے۔ کسی ملک کے کارخانے، شاہراہیں، پل، عمارتیں اور ادارے اس وقت تک پائیدار ترقی کی ضمانت نہیں بن سکتے جب تک اس ملک کے تعلیمی ادارے باشعور، باکردار اور باصلاحیت افراد پیدا نہ کریں۔ آج جو شخص عدالت میں انصاف کی حفاظت کرتا ہے، جو طبیب انسانوں کی جان بچاتا ہے، جو انجینئر عمارتیں اور پل تعمیر کرتا ہے، جو سائنس دان نئی دریافتیں کرتا ہے، جو صحافی معاشرے کو حالات سے باخبر کرتا ہے اور جو منتظم ملکی معاملات چلاتا ہے، ان سب کی علمی بنیاد کسی نہ کسی استاد نے ہی استوار کی ہوتی ہے۔

بھارت جیسے وسیع و عریض اور کثیر المذاہبی، کثیر اللسانی اور کثیر الثقافتی ملک میں استاد کی ذمہ داری مزید سنگین ہو جاتی ہے۔ ہندوستان مختلف مذاہب، زبانوں، تہذیبوں، ثقافتوں، رسوم و رواج اور علاقائی روایات کا گہوارہ ہے۔ ایسے ملک میں تعلیمی ادارے صرف درس گاہیں نہیں بلکہ سماجی ہم آہنگی کی تجربہ گاہیں بھی ہیں۔ استاد اپنی تدریس کے ذریعے طلبہ کو یہ شعور عطا کر سکتا ہے کہ اختلافِ فکر اور اختلافِ تہذیب دشمنی کا موجب نہیں بلکہ باہمی احترام اور رواداری کے ساتھ بقائے باہم کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ایک بالغ نظر اور ذمہ دار استاد طلبہ کے اذہان میں تعصب، نفرت اور تنگ نظری کے بجائے وسعتِ قلبی، تحمل، برداشت، باہمی احترام اور انسانی ہمدردی کے جذبات پیدا کیا کرتا ہے۔ وہ انہیں سمجھاتا ہے کہ مذہب، زبان، لباس، تہذیب اور علاقائی شناخت کے اختلافات کے باوجود ہر انسان عزت، انصاف اور مساوات کا مستحق ہے۔ بھارت جیسے ملک میں قومی یکجہتی اور سماجی استحکام کے لیے ایسے اساتذہ کی ضرورت ہمیشہ رہے گی جو نسل نو کو محض روزگار کے لیے نہیں بلکہ ذمہ دار شہری بننے کے لیے تیار کریں۔ یوم اساتذہ اسی احساس کو تازہ کرنے کا دن ہے۔ اس موقع پر ملک بھر کے اسکولوں، کالجوں، جامعات اور دیگر تعلیمی اداروں میں مختلف تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ طلبہ اپنے اساتذہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں، پھول پیش کرتے ہیں، تہنیتی کلمات ادا کرتے ہیں اور بعض مقامات پر تحائف بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ تقریری مقابلے، مضمون نویسی، شعری نشستیں، ثقافتی پروگرام اور دیگر علمی و ادبی سرگرمیاں بھی منعقد ہوتی ہیں۔ بعض تعلیمی اداروں میں طلبہ خود اساتذہ کا کردار ادا کرتے ہیں اور کلاسوں میں تدریسی فرائض انجام دے کر اس ذمہ داری کی نزاکت اور دشواری کا عملی احساس حاصل کرتے ہیں۔ لیکن یوم اساتذہ کی معنویت محض تقریبات، پھولوں، تحائف اور چند رسمی کلمات تک محدود نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ایک طالب علم یوم اساتذہ کے موقع پر اپنے استاد کو پھول پیش کرے مگر پورا سال اس کی نصیحت کو نظر انداز کرتا رہے تو اس احترام کی تکمیل نہیں ہوتی۔ استاد کا حقیقی احترام یہ ہے کہ طالب علم اس کی محنت کی قدر کرے، باقاعدگی سے تعلیم حاصل کرے، اخلاق و کردار کو سنوارے، وقت کی پابندی اختیار کرے، اپنے والدین اور بزرگوں کا احترام کرے اور معاشرے کے لیے ایک مفید اور ذمہ دار فرد بننے کی کوشش کرے۔ آج دنیا تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، موبائل فون، کمپیوٹر اور مصنوعی ذہانت نے علم و معلومات تک رسائی کو بے مثال آسانی عطا کر دی ہے۔ آج کا طالب علم چند لمحوں میں دنیا کے کسی بھی خطے، کسی بھی مضمون اور کسی بھی موضوع کے بارے میں ہزاروں معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن معلومات کی فراوانی اور علم کی پختگی دو الگ چیزیں ہیں۔ معلومات انسان کے پاس جمع ہو سکتی ہیں مگر ان معلومات کی صحت، افادیت، سیاق و سباق اور اخلاقی استعمال کو سمجھنے کے لیے بصیرت درکار ہوتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں استاد کا کردار مزید اہم ہو جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کے موجودہ دور میں استاد کی ضرورت ختم ہونے کے بجائے اس کی نوعیت مزید وسیع ہو گئی ہے۔ مشینیں معلومات فراہم کر سکتی ہیں، سوالات کے جوابات دے سکتی ہیں اور مختلف موضوعات کو سمجھانے میں معاون ہو سکتی ہیں لیکن طالب علم کی شخصیت کو سمجھنا، اس کی ذہنی الجھنوں کو محسوس کرنا، اس کی کمزوریوں کی اصلاح کرنا، اس کے اندر اعتماد پیدا کرنا اور اسے اخلاقی ذمہ داری کا احساس دلانا محض معلوماتی نظام کا کام نہیں۔ ایک مخلص استاد اپنے شاگرد کے اندر چھپی ہوئی صلاحیت کو پہچان کر اسے نکھارنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کبھی شفقت سے سمجھاتا ہے، کبھی تنبیہ کرتا ہے، کبھی حوصلہ دیتا ہے اور کبھی ناکامی کے اندھیروں میں امید کی کرن بن جاتا ہے۔

موجودہ دور میں اساتذہ کو متعدد مسائل اور مشکلات کا سامنا ہے۔ بہت سے تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولتوں کا فقدان ہے۔ کئی علاقوں میں اساتذہ کی تعداد طلبہ کے تناسب سے ناکافی ہے۔

(جاری......)

کیا گاجر کھانے سے واقعی رات میں بہتر دکھائی دیتا ہے؟

بہ شکریہ بی بی سی اردو

ہم روزانہ کھانے پینے کی مختلف چیزوں کے بارے میں طرح طرح کے دعوے دیکھتے، سنتے اور پڑھتے ہیں کہ کون سی چیز ہمارے لیے مفید ہے اور کون سی نقصان دہ۔

مگر درست اور غلط دعووں میں فرق کیسے کیا جائے؟ یہاں ہم نے تین عام غذاؤں سے متعلق تین دعووں کی جانچ کی ہے۔

گاجر کھانے سے رات میں بہتر دکھائی دیتا ہے؟

یہ بات چاہے افسانہ لگے یا کسی سپر ہیرو کی کہانی مگر گاجر کھانے سے رات میں بینائی بہتر ہوتی ہے، یہ بات دوسری عالمی جنگ کے زمانے میں ابھری تھی۔ یہ بات اس لیے پھیلائی گئی تا کہ جرمنوں کو پتا نہ چلے کہ برطانیہ رات کے فضائی حملوں میں بمبار جہازوں کو تلاش کرنے کے لیے ریڈار کا استعمال کر رہا ہے۔ اُس وقت رائل ایئر فورس نے اخبارات میں یہ خبر شائع کرائی تھی کہ برطانوی پائلٹ بہت گاجر کھاتے ہیں، اسی لیے اُن کی رات میں دیکھنے کی صلاحیت غیر معمولی ہے۔

اس میں کہا گیا کہ گاجر میں بیٹا کیروٹین نامی مادہ کثرت سے ہوتا ہے۔ جب ہم گاجر کھاتے ہیں تو ہمارا جسم اسے وٹامن اے (ریٹینول) میں بدل دیتا ہے جو آنکھوں کی صحت کے لیے مفید ہے۔ پھر جسم کے دیگر انزائم ریٹینول کو ریٹینال میں تبدیل کرتے ہیں، جس سے روڈوپسن بنتا ہے جو کہ ایک حیاتیاتی رنگین مادہ ہے جو شبکیہ میں پایا جاتا ہے اور کم روشنی میں دیکھنے میں مدد دیتا ہے۔

گاجر کھانا آنکھوں کے خلیات کو صحت مند رکھتا ہے اور اُن کی کارکردگی بہتر بناتا ہے، لیکن ماہرین غذائیت کے نزدیک گاجر آپ کو مافوق البشر قسم کی رات کی بینائی نہیں دے دیتی اور نہ ہی بینائی کو اس کی قدرتی حد سے آگے لے جاتی ہے۔

کیا سیلیری کھانے سے کیلوریاں جلتی ہیں؟

ایک عام دعویٰ یہ ہے کہ سیلیری یا اجمود میں اتنی کم کیلوریاں ہوتی ہیں کہ صرف اسے چبانے میں ہی اس سے زیادہ کیلوری خرچ ہو جاتی ہے۔ گویا یہ 'منفی کیلوری※ والی غذا ہے۔ لیکن یونیورسٹی آف الاباما ڈاکٹر ٹم گاروی کے مطابق ایسی کوئی چیز ہوتی ہی نہیں۔

یہ کرکرے ذائقے والی سبزی لگ بھگ 95 فیصد پانی پر مشتمل ہے اور اوسطاً سیلیری کی ہر ایک ڈنڈی میں 6 سے 10 کیلوریاں ہوتی ہیں۔ اور ڈاکٹر گاروی کے مطابق سیلیری کو چبانے اور ہضم کرنے میں ان کیلوریوں کا کچھ حصہ یا تقریباً پانچواں حصہ خرچ ہو جاتا ہے۔ یعنی اگرچہ سیلیری کم کیلوری والی ہے اور اس کی ہضم میں توانائی لگتی ہے، پھر بھی آپ اتنی کیلوریاں نہیں جلاتے جتنی آپ اسے کھا کر حاصل کرتے ہیں۔

کیا شکر قندی آلو سے 'بہتر' ہے؟

شکر قندی (میٹھا آلو) کو دنیا بھر میں صحت مند غذا میں ایک 'ہیرو※ کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں متعدد غذائی اجزا ہوتے ہیں، جن میں بیٹا کیروٹین بھی شامل ہے جو گاجر میں بھی پایا جاتا ہے۔ تو ایسے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صحت مند کھانے کے انتخاب کے معاملے میں شکر قندی عام آلو سے 'بہتر ہے؟

دکان سے ملنے والا عام آلو بھی وٹامن سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کا چھلکا ریشے (فائبر) سے بھرپور ہوتا ہے اور اس میں پوٹاشیم، آئرن، وٹامن سی اور وٹامن بی 6 جیسے غذائی اجزا موجود ہوتے ہیں۔

سنہ 2024 کی ایک تحقیق میں کچی شکر قندی کا تقابل چھلے ہوئے اور پکے یا تلے ہوئے عام آلو سے کیا گیا۔ جب یہ طے کرنے کی بات آئی کہ کون سا' زیادہ صحت مند ※ ہے تو تحقیق کسی حتمی نتیجے تک نہیں پہنچی۔ شکر قندی مائکرو نیوٹریئنٹس (یعنی ایسی غذائیت جس کی قلیل مقدار بھی صحت کے لیے کافی ہو) سے بھرپور ہے، جب کہ عام آلو میں چکنائی اور شکر کم ہوتی ہے۔ اس لیے یہ پوچھنے کے بجائے کہ کون سا آلو بہتر ہے، ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آپ کی مخصوص غذائی ضروریات کے مطابق کون سا آلو موزوں ہے۔ ان تینوں چیزوں کی جانچ سے پتا چلا کہ حقائق کی پڑتال ہمیں ہر موضوع کو گہرائی سے سمجھنے، رائج باتوں کو بغیر سوچے ماننے سے بچنے اور محض ظاہری تاثر پر فیصلہ نہ کرنے میں مدد دیتی ہے۔

تربوز جس میں ویاگرا کے فوائد بھی شامل ہیں

گرمیوں کے دنوں میں تربوز یا خربوز آپ کے جسم کو تروتازہ رکھنے میں کتنے مفید ہیں، یہ عام معلومات کا حصہ ہیں اور اس کے بارے بتانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور طبی تجربات بھی بتاتے ہیں کہ تربوز ہمارے جسم پر بہت سے اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔ لیکن گرمیوں میں ریتیلی مٹی پر پھلنے والے اس پھل کے ایک فائدے کے بارے میں شاید آپ نے نہیں سنا ہوگا۔ امریکہ میں محققین نے دعویٰ کیا ہے کہ تربوز کھانے کے اثرات ویاگرا لینے سے ملتے جلتے ہیں۔ تربوز میں سٹرولائن نامی ایک کیمیکل ہوتا ہے جو اسے ویاگرا جیسی خصوصیات عطا کرتا ہے۔

عضو تناسل میں استادگی کے مسئلے کا حل

برطانیہ کے محکمہ صحت کے مطابق سلڈ ینافل ایک ایسی دوا ہے جو ایریکٹائل ڈسفنکشن کے علاج کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ یہ مردوں میں عضو تناسل میں حساسیت اور اس کی استادگی میں ناکامی کا علاج ہے۔

جب اورگازم یا جماع کی خواہش کے بعد اسے لیا جاتا ہے تو یہ دوا عارضی طور پر عضو تناسل میں خون کے بہاؤ کو بڑھاتی ہے، جس سے عضو تناسل کو استادگی حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔

'سلڈ ینافل' نامی دوا بازار میں مختلف ناموں سے دستیاب ہے۔ تاہم اس تاثیر کی جو دوا دنیا بھر میں مشہور ہے وہ ویاگرا ہے جو 'جنسی دورانیے' کو بہتر بناتی ہے۔

تربوز میں پایا جانے والا قدرتی کیمیکل سٹرولائن جسم میں خون کی شریانوں کو اسی طرح متاثر کرتا ہے جس طرح ویاگرا جسم میں خون کی شریانوں پر اثر ڈالتی ہے۔ سٹرولائن جسم میں خون کی نالیوں کو ریلیکس کرتا ہے، جس سے جسم میں خون کی گردش بہتر ہوتی ہے۔ یہ تحقیق امریکہ کے ٹیکسس فروٹ اینڈ ویجیٹیبل امپروومنٹ سینٹر نے کی ہے۔

اس تحقیق کے سرکردہ انڈین محقق ڈاکٹر بھیمو پٹیل نے کہا: 'ہم جانتے ہیں کہ کلنگاڈ (تربوز کا سائنسی نام) جسم کے لیے اچھا ہے، لیکن جیسے جیسے اس پر مزید تحقیق ہو رہی ہے اس کے زیادہ سے زیادہ فوائد سامنے آ رہے ہیں۔' وہ مزید کہتے ہیں، 'کلنگاڈ ویاگرا کی طرح مخصوص اعضاء کو متاثر نہیں کرتا، لیکن یہ ہماری خون کی نالیوں کو ریلیکس کرتا ہے، انھیں کھولتا ہے، اور اس کے کوئی مضر اثرات نہیں ہوتے۔'

جسم میں پانی کی مقدار بڑھتا ہے

انسانی جسم میں پانی کی سطح کو متوازن رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ پانی کی معمولی کمی بھی تھکاوٹ، سر درد، پٹھوں میں درد اور یہاں تک کہ بلڈ پریشر میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

تربوز میں 92 فیصد پانی ہوتا ہے۔ ہمارے جسم کو جس پانی کی ضرورت ہوتی ہے اس میں سے 20 فیصد ہمارے کھانے سے آتا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ اپنی خوراک میں تربوز کو شامل کریں۔ بوڑھے افراد کے لیے تربوز بہت مفید ہے کیونکہ انھیں اتنی پیاس نہیں لگتی جتنی لگنی چاہیے اور اس وجہ سے ان کے جسم کو درکار پانی کی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ تربوز کھانے سے اس ضرورت کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

وزن کم کرنے میں مفید

تربوز میں پانی کی مقدار زیادہ ہونے کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس میں کیلوریز کم ہوتی ہیں۔ اس لیے اگر آپ بہت زیادہ تربوز کھاتے ہیں تو بھی آپ کے جسم میں چربی جمع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ تربوز کھانے سے پیٹ بھرتا ہے اور وزن بڑھنے کا خطرہ نہیں رہتا۔ اس لیے تربوز کو خوراک میں شامل کرنا یا اس کا سلاد کھانا بھی وزن کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

جلد کی چمک اور آنکھوں کی صحت کے لیے بہتر

تربوز کے سرخ، گلابی گودے میں بہت سے غذائی اجزاء شامل ہیں۔ ان غذائی اجزاء کو کیروٹینائڈز کہتے ہیں۔ تربوز بیٹا کیروٹین سے بھرپور ہوتا ہے۔ یہ وہی ہے جو وٹامن اے بنانے کے لیے جانا جاتا ہے۔

اس سے آپ کی جلد میں نکھار آتا ہے اور آنکھوں کی صحت بھی بہتر ہوتی ہے۔ کینسر اور ذیابیطس کے خطرے کو کم کرنے کا امکان تربوز میں پایا جانے والا ایک اور جز کیروٹینائڈ لائکوپین ہے۔ درحقیقت تربوز میں موجود لائکوپین جسم میں بہت جلد جذب ہو جاتا ہے۔

فی الحال لائکوپین پر مطالعہ کیا جا رہا ہے، اور کچھ مطالعات سے پتہ چلتا ہے کہ لائکوپین کینسر اور ٹائپ 2 ذیابیطس کے خطرے کو کم کرتا ہے۔

☆☆☆☆

چیونگم چبانا قطعاً مفید نہیں

"چیونگم کیسے متعارف ہوئی؟" تو تاریخ کے اوراق یہ بتاتے ہیں کہ قدیم یونانی اور مایا تہذیبوں میں لوگ درختوں کے رال، چھال اور قدرتی مواد کو چبانے کے لئے استعمال کرتے تھے اور یہ اُس دور کی چیونگم تصور کی جاتی تھی۔ تاہم، بعض مورخین کا کہنا ہے کہ امریکی مقامی باشندے درخت کی رال چبایا کرتے تھے، جسے دیکھ کر John Curtis کو خیال آیا کہ چیونگم کو تجارتی طور پر بنایا اور فروخت کیا جا سکتا ہے۔

یوں پہلی چیونگم "اسٹیٹ آف مین پیور سپروس گم" کے نام سے متعارف کروائی گئی۔ وقت کے ساتھ اس میں مختلف تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ 19 ویں صدی میں مختلف ذائقوں میں (مثلاً پودینہ، دارچینی، چاکلیٹ وغیرہ) چیونگم بنائی جانے لگی۔ تاہم، موجودہ دور میں اسے مصنوعی یا کیمیائی ربڑ سے تیار کیا جاتا ہے۔

جیسے جرنل آف فزیکل تھراپی سائنس میں شائع کردہ ایک تحقیق کے مطابق: "چہل قدمی کے دوران چیونگم لوگوں کو زیادہ تیزی سے چلنے اور تھوڑی زیادہ توانائی استعمال کرنے کی ترغیب دیتی ہے، جس سے لوگوں کو عمر بڑھنے کے ساتھ وزن بڑھنے سے بچنے میں مدد مل سکتی ہے۔" دراصل، چیونگم زور زور سے چبانے سے تھوک کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور یہ عمل پیٹ میں موجود تیزابیت کو متحرک کر دیتا ہے، نتیجتاً بھوک کم محسوس ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح فرنٹیئرز ان سائیکالوجی میں شاید دستی کھانے کی طلب یا خواہش کم کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ چیونگم چبانے سے ہر طرح کے دباؤ سے فوری طور پر نجات مل سکتی ہے، تو یہ سانسوں میں تازگی کا احساس پیدا کرتی ہے۔

صحت منداور لمبی زندگی

ڈاکٹر نے چار اہم اصول بتا دیے

ہندستان ڈیسک

ایک 97 سالہ ڈاکٹر نے اپنی صحت مند اور طویل زندگی کے تجربے کو دوسروں کے ساتھ شیئر کرتے ہوئے چار ایسے بنیادی اصول بتائے ہیں جن پر عمل کر کے ہر شخص اپنی زندگی کو بہتر اور لمبی بنا سکتا ہے۔ ان ڈاکٹر کا نام تو نہیں بتایا گیا تاہم انہوں نے 95 سال سے بڑی عمر کے افراد کے صحت اور زندگی کے دوسرے امور کے متعلق تجربات سامنے لانے والی غیر منافع بخش تنظیم 'سینیئر کیئر' سے بات کرتے ہوئے کہا کہ یہ اصول نہ صرف نوجوانوں بلکہ بڑی عمر کے افراد کے لیے بھی یکساں طور پر فائدہ مند ہیں۔

زیادہ پانی پینا

ڈاکٹر کے مطابق زیادہ پانی پینا سب سے اہم عادت ہے۔ جو لوگ پانی کم پیتے ہیں ان کے گردے خراب ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ پانی جسم سے فاضل مادوں کو خارج کرتا ہے اور خون کی روانی کو بہتر بناتا ہے۔ تحقیق بھی ثابت کرتی ہے کہ جو لوگ مناسب مقدار میں پانی پیتے ہیں ان میں دل اور پھیپھڑوں کی بیماریاں کم پائی جاتی ہیں۔

وزن اٹھانا اور ورزش کرنا

ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ وہ اپنی عمر کے باوجود روزانہ ورزش کرتے ہیں اور ہلکے وزن اٹھاتے ہیں۔ وزن اٹھانے سے نہ صرف پٹھے مضبوط رہتے ہیں بلکہ بڑھتی عمر میں کمزوری اور ہڈیوں کے مسائل بھی کم ہوتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ہفتے میں چند دن باقاعدہ ورزش کرنے سے نیند بہتر ہوتی ہے، ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے اور توانائی برقرار رہتی ہے۔

دماغ کو فعال رکھنا

ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ دماغ کو سست نہیں ہونے دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ سارا دن صرف ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں وہ زیادہ جلدی ذہنی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نئی کتابیں پڑھنا، پہیلیاں حل کرنا، کھیل کھیلنا یا کوئی نیا ہنر سیکھنا دماغ کو تیز رکھتا ہے اور یادداشت کو بہتر بناتا ہے۔ ماہرین کے مطابق دماغی مشقیں بڑھاپے میں بھی ذہنی کمزوری اور یادداشت کی بیماریوں سے بچاتی ہیں۔

روزانہ جسم کو حرکت دینا

ڈاکٹر نے کہا ہے کہ حرکت ہی زندگی کا راز ہے۔ ان کے مطابق اگر کوئی شخص دو ہفتے تک بالکل حرکت نہ کرے تو وہ اپنے پٹھوں کا 10 فیصد حصہ کھو سکتا ہے۔ روزانہ کی جسمانی سرگرمیاں جیسے چہل قدمی، سائیکل چلانا، باغبانی یا ہلکی پھلکی ورزش دل اور شوگر کی بیماریوں سے بچاتی ہیں اور زندگی کے سالوں میں اضافہ کرتی ہیں۔

مراکش میں لمبے کانٹوں والا ڈائنوسار دریافت

مراکش میں لمبے کانٹوں والا ڈائنوسار دریافت ہوا ہے جو کہ ایک انوکھا ڈائنوسار ہے۔ رپورٹس کے مطابق سائنس دانوں نے اس کانٹوں والے ڈائنوسار کو Spicomellus afer قرار دیا ہے۔ یہ دریافت حال ہی میں ایک شاندار اور غیر معمولی وجہ سے خبروں کی زینت بنی ہے۔ Spicomellus afer ایک نیا نوع ہے جو تقریباً 165 ملین سال پہلے وسطی جیوراسک دور میں مراکش میں رہتا تھا۔ یہ خطہ اب ایٹلس پہاڑی سلسلے کے قریب ہے۔ یہ ڈائنوسار انکائلوسور گروپ کی سب سے قدیم نوع ہے جو ہنرمند، زمین سے ٹکرانے والے، چار پیر والا جڑی بوٹی خور ڈائنوسار ہے۔ اس کا جسم لمبے اور تیز کانٹوں سے مزین تھا جیسے کہ بازوؤں سے ایک میٹر تک لمبے کانٹے نکلے ہوئے تھے۔ اسی طرح گردن کے اردگرد بھی لمبے لمبے کانٹے موجود تھے۔ محققین کا خیال ہے کہ یہ بھاری اور لمبے کانٹے دونوں مقصد پورے کرتے تھے: دفاعی یعنی شکاریوں سے بچاؤ کے لیے اور نمائش کیلئے جیسے ساتھیوں کو متاثر کرنے یا مقابلہ کاروں کو ڈرانے کے لیے۔

بیکنگ میں کیلے کے چھلکوں کا استعمال

عام طور پر ہم کیلے کے چھلکوں کو ضائع کر دیتے ہیں لیکن تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ یہ نہ صرف کھانے بلکہ بیکنگ میں بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں، اور ان کے حیران کن فوائد ہیں: کیلے کے چھلکے فائبر سے بھرپور ہوتے ہیں جو آنتوں کی صحت بہتر بناتا ہے اور قبض سے بچاتا ہے۔ چھلکوں میں polyphenols اور carotenoids پائے جاتے ہیں جو جسم کو فری ریڈیکلز سے بچاتے ہیں۔

علاوہ ازیں پوٹاشیم، میگنیشیم، وٹامن B6 اور وٹامن C موجود ہوتے ہیں جو دل، اعصاب اور قوتِ مدافعت کے لیے فائدہ مند ہیں۔ زیادہ فائبر ہونے کی وجہ سے پیٹ بھرا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ تحقیق کے مطابق کیلے کے چھلکوں میں موجود اجزا کولیسٹرول کو بھی متوازن رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔

کھانے میں استعمال: کیلے کے چھلکوں کو خشک کر کے پاؤڈر بنایا جا سکتا ہے، جو کیک، بسکٹ، روٹی یا اسموتھی میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ یا چھلکوں کو اُبال کر یا بھاپ میں نرم کرنے کے بعد بلینڈ کر کے آٹے یا بیٹر میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہ ریسپی میں چینی کا نعم البدل بھی ہو سکتا ہے۔ ان میں قدرتی مٹھاس بھی ہوتی ہے، اس لیے یہ چینی کے متبادل کے طور پر تھوڑا بہت کام آ سکتے ہیں۔ بیکنگ میں چھلکے شامل کرنے سے کیک اور بسکٹ زیادہ نرم اور نم رہتے ہیں۔ چھلکوں کے استعمال سے کھانے کے ضائع ہونے میں بھی کمی آتی ہے، یعنی یہ ایک ماحول دوست طریقہ بھی ہے۔

چکنائی والے کھانے بچوں میں دمے کا باعث بن سکتے ہیں

سائنسی شواہد واضح طور پر بتاتے ہیں کہ چکنائی (خصوصاً saturated اور trans fats) پر مشتمل غذائی عادات بچوں میں دمے کے خطرے کو بڑھا سکتی ہیں۔ بھارت میں 6 سے 16 سال کے 428,2 دمے کے شکار بچوں نے چکنائی والے کھانے نوش کیے بمقابلہ ان بچوں کے جنہیں دمہ نہیں تھا۔ ماہرین نے پایا کہ ایسے بچوں میں چکنائی نے مدافعانہ نظام کو کمزور کیا اور سانس کی نالیوں میں سوزش میں اضافہ کیا۔ اس تجزیے نے چکنائی سے بھرے کھانوں کو بچوں میں دمہ کے خطرے کے ساتھ مربوط پایا۔ واضح طور پر دکھایا گیا کہ کھانے میں چکنائی کی زیادتی دمے کی علامات کو بھی بدتر کر سکتی ہے کیونکہ یہ مدافعتی نظام میں سوزش بڑھاتی ہے۔ تحقیق میں یہ بھی پایا گیا کہ مغربی طرز غذا جو پروسیس، زیادہ چکنائی پر مبنی ہوتی ہے، بچوں میں دمے کا خطرہ بڑھاتی ہے اور یہ موٹاپے میں بھی کردار ادا کرتی ہے۔ اس مطالعے نے پایا کہ بچوں میں اومیگا تھری اور اومیگا 6 فیٹی ایڈز کا عدم توازن بھی دمے کی موجودگی سے منسلک ہے۔

ہڈیوں کی بیماری کا خطرہ

ہڈیوں کی بیماریوں کا سامنا تو ویسے سب کو ہو سکتا ہے، لیکن کچھ لوگوں میں یہ خطرہ کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ درج ذیل ان لوگوں کی فہرست دی گئی ہے جن میں ہڈیوں کی بیماری کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے:

1. عمر رسیدہ افراد: عمر بڑھنے کے ساتھ ہڈیاں کمزور اور پتلی ہوتی جاتی ہیں۔ 50 سال کے بعد خطرہ تیزی سے بڑھتا ہے۔
2. خواتین (خاص طور پر مینوپاز کے بعد): ایسٹروجن ہارمون ہڈیوں کو مضبوط رکھتا ہے۔ مینوپاز کے بعد ایسٹروجن کم ہونے سے خواتین میں آسٹیوپوروسس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔
3. کیلشیم اور وٹامن ڈی کی کمی والے افراد: کیلشیم اور وٹامن ڈی ہڈیوں کے بنیادی اجزا ہیں۔ ان کی کمی سے ہڈیاں کمزور، نرم یا باآسانی ٹوٹ سکتی ہیں۔
4. جسمانی طور پر غیر فعال لوگ: جو لوگ زیادہ بیٹھے رہتے ہیں یا ورزش نہیں کرتے، ان کی ہڈیاں کمزور ہونے لگتی ہیں۔ وزن اٹھانے یا چہل قدمی جیسی سرگرمیاں ہڈیوں کو مضبوط کرتی ہیں۔
5. خاندانی تاریخ: اگر خاندان میں کسی کو آسٹیوپوروسس رہا ہو تو دوسروں میں بھی یہ خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔
6. پتلے جسم والے افراد: بہت زیادہ دبلے پتلے لوگ (خاص طور پر خواتین) زیادہ متاثر ہوتے ہیں کیونکہ ان کی ہڈیوں میں معدنیات کم ہوتی ہیں۔
7. نشہ آور عادات والے لوگ: زیادہ شراب نوشی اور سگریٹ نوشی ہڈیوں کی کثافت کم کرتی ہے۔
8. کچھ بیماریاں اور دوائیں: تھائیرائیڈ کی زیادتی، ذیابیطس، گٹھیا، گردوں کے مسائل ہڈیوں کو متاثر کر سکتے ہیں۔ کچھ دوائیں (مثلاً کورٹیسون/ اسٹیرائیڈز) کا طویل استعمال بھی خطرہ بڑھاتا ہے۔
9. ہاضمے کے مسائل والے لوگ: معدے یا آنتوں کی بیماریاں (جیسے سیلیک ڈیزیز، Crohn's disease) کیلشیم اور وٹامن ڈی جذب ہونے میں رکاوٹ بنتی ہیں جس سے ہڈیاں کمزور ہوتی ہیں۔

پرانے شہر میں میٹرو پراجکٹ آئندہ انتخابات تک مکمل کرنے ریونت ریڈی کا اعلان

پرانے شہر کی ترقی کیلئے جامع منصوبہ، چنچل گوڑہ تا سنتوش نگر اسٹیل برج کا افتتاح، جلسہ عام سے خطاب

حیدرآباد۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے چنچل گوڑہ تا سنتوش نگر اسٹیل فلائی اوور برج کا افتتاح انجام دیا۔ اس موقع پر ریاستی وزراء ⌊ پونم پربھاکر، محمد اظہرالدین، ارکان پارلیمنٹ وی نریندر ریڈی، انیل کمار یادو، اسد الدین اویسی، رگھو ویر ریڈی، ارکان اسمبلی احمد بلعلہ، جعفر حسین معراج، حکومت کے مشیر وی ہنمنت راؤ اور مختلف کارپوریشنوں کے صدورنشین نے شرکت کی۔ چنچل گوڑہ تا سنتوش نگر اسٹیل فلائی اوور کی تعمیر پر 620 کروڑ کے مصارف آئے ہیں۔ 3.2 کیلو میٹر طویل اور 16.6 میٹر چوڑے اس برج پر 4 لائین ٹریفک کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔ چیف منسٹر نے اوپن ٹاپ گاڑی میں سفر کرتے ہوئے فلائی اوور کا معائنہ کیا۔ بعد میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے ریونت ریڈی نے پرانے شہر کی ہمہ جہتی ترقی کیلئے حکومت کے منصوبہ کا حوالہ دیا اور کہا کہ پرانے شہر میں میٹرو ریل پراجکٹ کی عاجلانہ تکمیل میں حکومت سنجیدہ ہے۔ آئندہ انتخابات تک پراجکٹ کی تکمیل کیلئے مساعی کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق بی آر ایس حکومت نے حیدرآباد کی ترقی کو نظرانداز کردیا تھا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ وہ پرانے شہر کو اولڈ سٹی نہیں بلکہ اوریجنل سٹی قرار دیتے ہیں۔ کانگریس حکومت نے پرانے شہر میں کئی ترقیاتی کاموں کی تکمیل کی ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ وہ پرانے شہر کے علاقوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت فنڈس منظور کرنے کیلئے تیار ہے، تاہم مقررہ وقت پر کاموں کی تکمیل ارکان اسمبلی کی ذمہ داری ہے۔ تعلیم کے شعبہ پر حکومت بجٹ خرچ کرنے میں کوئی تامل نہیں کرے گی اور پرانے شہر میں بہتر تعلیمی سہولتوں کی فراہمی حکومت یقینی بنائے گی۔ ریونت ریڈی نے کہا کہ حکومت کے لئے ہندو اور مسلمان دو آنکھوں کی طرح ہیں اور حیدرآباد میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے ماحول کو برقرار رکھنا حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ چیف منسٹر نے کہا کہ پرانے شہر کے عوام کو کیبل برج دیکھنے کیلئے دور تک جانا پڑتا ہے، لہذا انہوں نے میر عالم ٹینک پر تین کیلو میٹر طویل کیبل برج کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے۔ حیدرآباد میں حکومت اندراماں ہاؤزنگ کے تحت ایک لاکھ مکانات تعمیر کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پرانے شہر کے دو اسمبلی حلقہ جات میں اندراماں ہاؤزنگ کیلئے اراضی کے تعین میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے عہدیداروں سے کہا کہ جہاں کہیں بھی دولتمند افراد اراضیات پر قابض ہیں، انہیں برخواست کرتے ہوئے غریبوں کیلئے مکانات تعمیر کئے جائیں۔ چیف منسٹر نے کہا کہ مسلمانوں کو 4 فیصد تحفظات کی فراہمی حکومت کا کارنامہ ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ بی جے پی اور بی آر ایس موسیٰ ندی ترقیاتی پراجکٹ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ موسیٰ ندی پراجکٹ کی تکمیل سے پرانے شہر میں معاشی استحکام اور روزگار حاصل ہوسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میٹرو ٹرین کو ناگول سے ایل بی نگر، چندرائن گٹہ، راجندر نگر اور شمس آباد تک توسیع دینے کا منصوبہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد کی ترقی میں بی آر ایس اور بی جے پی رکاوٹ پیدا کررہے ہیں۔ انہوں نے غریبوں کو 200 یونٹ مفت برقی اور 500 روپئے میں گیس سلینڈر کی سربراہی جیسی اسکیمات کا ذکر کیا۔ چیف منسٹر نے کہا کہ شہر کی ترقی کیلئے تمام سیاسی پارٹیوں کو متحدہ طور پر کام کرنا چاہئے۔ صرف الیکشن میں سیاست کی جائے اور باقی دنوں میں ترقیاتی کاموں پر توجہ ہونی چاہئے۔

فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس معاملہ

ہائیکورٹ میں 11 ستمبر کے بعد مقدمہ کی سماعت کا امکان

حیدرآباد۔ فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس معاملہ میں 11 ستمبر کے بعد کسی بھی وقت مقدمہ کی سماعت ممکن ہے۔ دسلکم چیرو میں تعمیر کی گئی عمارت کے سلسلہ میں داخل رٹ درخواست نمبر 11130/2026 میں تلنگانہ ہائی کورٹ نے اڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل کو 31 اگسٹ سے قبل جواب داخل کرنے وقت فراہم کیا تھا۔ فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس کی تعمیرات کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے داخل کی گئی درخواست کی سماعت کے دوران جسٹس این وی شرون کمار نے محکمہ بلدی نظم و نسق، محکمہ تعلیم، محکمہ مال، محکمہ ا؟ بپاشی، حیڈ را اور مجلس بلدیہ عظیم تر حیدرا ؟ باد کو نوٹسیں جاری کرکے جواب داخل کرنے کی ہدایت دی تھی۔ گذشتہ سماعت کے دوران اڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل جناب عمران خان نے مختلف محکمہ جات سے جواب داخل کرنے ایک مرتبہ پھر وقت طلب کیا جس پر عدالت نے 31 اگسٹ تک کا قطعی وقت دے کر مقدمہ کی سماعت کا فیصلہ کیا تھا لیکن متعلقہ جج کے رخصت پر ہونے کے سبب اس مقدمہ کی سماعت نہیں ہو پائی ہے۔ ذرائع کے مطابق 11 ستمبر کے بعد کسی بھی دن اس مقدمہ کی سماعت کا امکان ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ جسٹس این وی شرون کمار نے مقدمہ کی متعدد سماعتوں کے دوران مختلف محکمہ جات سے جواب داخل کرنے ایک سے زائد مرتبہ وقت فراہم کیا لیکن ا؟ ئندہ سماعت کے دوران مزید وقت کا امکان ہے۔ عدالت نے فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس کے سروے اور تعمیراتی اجازت ناموں کی اجرائی اور محکمہ تعلیم سے اجازت ناموں کی تفصیلات بھی طلب کی ہیں۔ مختلف محکمہ جات جن کا فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس کی تعمیر، تعلیمی اجازت ناموں و دیگر امور سے تعلق ہے ان کی بعض رپورٹس پیش کردی گئی ہیں اور عدالت نے محکمہ تعلیم کو مسلمہ حیثیت کی فراہمی کیلئے محصلہ دستاویزات پیش کرنے کی ہدایت دی ہے۔

کونڈا سریکھا کو کابینہ سے برطرف کردیا

گیا لوک بھون سے اعلامیہ جاری

حیدرآباد۔ گورنر تلنگانہ شیو پرتاپ شکلا نے کونڈا سریکھا کو کابینہ سے خارج کرنے کے احکامات جاری کردیئے۔ چیف منسٹر اے ریونت ریڈی کی سفارش کو قبول کرتے ہوئے گورنر نے کونڈا سریکھا کو فوری اثر کے ساتھ ریاستی کابینہ سے برطرف کردیا۔ لوک بھون نے گورنر کے اسپیشل چیف سکریٹری کا پریس اعلامیہ جاری کیا جس میں کونڈا سریکھا کو کابینہ سے علیحدہ کرنے کی اطلاع دی گئی۔ چیف منسٹر کے پرنسپل سکریٹری نے شام میں گورنر کو سفارشی مکتوب حوالے کیا تھا جس پر گورنر نے فوری کارروائی کی۔ دوسری طرف کونڈا سریکھا کی برطرفی کے فوری بعد جی اے ڈی عہدیداروں نے سکریٹریٹ کی چوتھی منزل پر واقع کونڈا سریکھا کے چیمبر کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ کونڈا سریکھا حیدرا؟ باد میں اپنی ذاتی قیامگاہ میں مقیم

عالمی تجارتی منڈی میں برآمدات کی بنیاد پر اہم ممالک کی معیشت

امریکہ سے سالانہ 3.5 ٹریلین کی برآمدات، 10 سرکردہ ممالک میں ہندوستان بھی شامل

حیدرآباد۔ کسی بھی ملک کی معیشت کے استحکام میں برآمدات کا اہم رول ہوتا ہے۔ برآمدات کے ذریعہ معیشت کو مستحکم کرنے میں امریکہ اور چین کو دنیا بھر میں سبقت حاصل ہے۔ دونوں ممالک سے سالانہ برآمدات میں گزشتہ چند برسوں کے دوران اضافہ درج کیا گیا ہے۔ امریکہ یوں تو مستحکم معیشت کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن امریکہ سے مختلف ممالک کو برآمدات 2.54 تا 3.57 ٹریلین ڈالر تک پہنچ چکی ہے۔ چین 2.43 تا 2.60 ٹریلین ڈالر برآمدات کے ساتھ دوسرے نمبر پر ہے۔ برآمدات کے شعبہ میں جرمنی، برطانیہ، جاپان اور ہندوستان بھی سرکردہ ممالک کی فہرست میں شامل ہے۔ دنیا کے 10 ایسے ممالک کی نشاندہی کی گئی ہے جو برآمدات کے شعبہ میں دیگر ممالک پر سبقت حاصل کئے ہوئے ہیں۔ جرمنی سے 1.14 تا 1.50 ٹریلین ڈالر کی برآمدات ریکارڈ کی گئی ہیں۔ برطانیہ سے برآمدات 8.15 تا 9.30 بلین ڈالر ریکارڈ کی گئیں جبکہ ہندوستان سے برآمدات 702 تا 753 بلین ڈالر درج کی گئیں۔ ماہرین کے مطابق عالمی مارکٹ میں ممالک کی حصہ داری کے اعتبار سے برآمدات میں اضافہ اور کمی درج کی جاتی ہے۔ بین الاقوامی تجارتی منڈی میں بڑھتی مینوفیکچرنگ معیشت کے معاملہ میں ایسے ممالک کو سبقت حاصل ہوئی ہے جو عام طور پر دیگر شعبہ جات میں بھی ترقی کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں گزشتہ 10 برسوں کے دوران اندرون ملک پیداوار پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی۔ ہندوستان میں تیار کی جانے والی الیکٹرانک اور دیگر اشیاء ⌊ کی دیگر ممالک میں مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ہندوستان میں تیار کردہ موبائیل فونس اور دیگر الیکٹرانک آلات کی امریکہ اور چین جیسے ممالک میں بھی مقبولیت دیکھی گئی ہے۔

پیدائش اور اموات کے سرٹیفکٹس اب مرکز کے CRS پورٹل سے جاری ہوں گے

جی ایچ ایم سی کے عنبرپیٹ سرکل سے تجربات کا آغاز، پرانی روایتی پالیسی منسوخ

حیدرآباد۔): گریٹر حیدرآباد کے تین میونسپل کارپوریشنس میں فرضی اور بوگس پیدائش و اموات کے سرٹیفیکٹس کے سنسنی خیز انکشافات کے بعد بلدیاتی انتظامیہ نے ایک بڑا اور سخت فیصلہ کیا ہے۔ GHMC-MMC اور CMC کے تحت پیدائش اور اموات کے سرٹیفیکٹس جاری کرنے کے پرانے روایتی اور مقامی پالیسی کو مکمل طور پر ختم کردیا ہے۔ اب دیگر ریاستوں کی طرز پر مرکزی حکومت کے سیول رجسٹریشن سسٹم (CRC) پورٹل کے ذریعے ہی آن لائن درخواستیں قبول کی جائیں گی اور سرٹیفیکٹس کی اجرائی عمل میں لائی جائے گی۔ بلدیاتی حکام کے مطابق توسیع شدہ جی ایچ ایم سی علاقے کو تین حصوں میں تقسیم کرنے سے قبل 11 فروری سے پہلے کئی زونس اور سرکلس میں بوگس برتھ اور ڈیتھ سرٹیفیکٹس جاری کرنے کے کئی سنگین واقعات منظر عام پر آئے تھے۔ جس نے بلدیاتی عملے کی کارکردگی اور شفافیت پر سوالیہ نشان کھڑے کردیئے تھے۔ دھاندلی اور جعلی سازی کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنے کے لیے اب شہریوں کو پیدائش اور اموات کے اندراج اور سرٹیفیکٹس کے لیے براہ راست مرکزی حکومت کے قومی پورٹل پر آن لائن میں درخواست دینا ہوگا۔ نئے سسٹم کو نافذ کرنے کے حصے کے طور پر منگل سے عنبرپیٹ سرکل میں تجرباتی بنیادوں پر CRS پورٹل کے ذریعے پہلے پیدائش اور اموات کے سرٹیفیکٹس کامیابی کے ساتھ جاری کئے گئے۔ اس نئے نظام کے نفاذ سے جعلی دستاویزات، ایجنٹس کے اثر و رسوخ اور نچلی سطح پر ہونے والی بدعنوانی پر مکمل کنٹرول ہوگا اور تمام شہریوں کو مرکزی ریکارڈ کے مطابق یکساں اور مستند سرٹیفیکٹس حاصل ہوں گے۔

تلنگانہ میں صبح کے ناشتہ سے رات کے کھانے تک عام آدمی کی جیب پر ڈاکہ

چاول، دال، تیل، شکر، پیاز، ادرک لہسن اور پکوان تیل کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ سے کچن کا بجٹ متاثر

حیدرآباد۔: ریاست تلنگانہ میں مہنگائی نے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ جس کے نتیجے میں عام شہریوں اور متوسط طبقے کی زندگی اجیرن ہوکر رہ گئی ہے۔ صبح کی چائے سے لے کر رات کے کھانے تک روزمرہ استعمال ہونے والی تمام اشیائے ضروریہ اور بنیادی غذائی اجزاء ⌊ کی قیمتوں میں 20 سے 30 فیصد کا بھاری اضافہ ہوگیا ہے۔ بازاروں میں قیمتوں پر کنٹرول کرنے والے سرکاری محکموں کی عدم توجہ اور ذخیرہ اندوزوں کی من مانی کی وجہ سے غریب اور متوسط طبقے کی خاندانی بجٹ کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ بازار میں روزمرہ کی ضروری اشیاء کے تازہ ترین قیمتوں نے عوام کے ہوش اڑا دیئے ہیں۔ معیاری چاول کی قیمتوں میں فی کنٹل 1000 روپئے کا اضافہ ہوچکا ہے جو چاول پہلے 45 سے 50 روپئے فی کلو ملتا تھا اب اس کی قیمت 70 روپئے فی کلو سے تجاوز کرگئی ہے۔ چاول کے 26 کلو والے تھیلے پر 300 سے 400 روپئے کا راست مالی بوجھ بڑھ گیا ہے۔ پہلے شکر 40 روپئے فی کلو فروخت ہورہی تھی۔ اب وہ مارکٹ میں 60 سے 70 روپئے فی کلو تک پہونچ چکی ہے۔ یہی نہیں تور دال، اُڑد دال، مونگ دال کی قیمتوں میں فی کلو 20 روپئے سے زائد کا اضافہ ہوا ہے۔ پکوان کے تیل کی قیمتوں میں مسلسل تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔ سورج مکھی تیل جو پہلے 160 روپئے فی لیٹر سے کم قیمت میں دستیاب تھا اب 180 روپئے فی لیٹر میں فروخت ہورہا ہے۔ پیاز، ادرک اور لہسن کی قیمتیں دگنی ہوچکی ہیں۔ پیاز کی قیمت 20 روپئے سے بڑھ کر 60 روپئے فی کلو ہوگئی ہے۔ جب کہ ادرک اور لہسن کے نرخ 150 روپئے فی کلو سے بھی تجاوز کرگئے ہیں۔ عوام کے مطابق صبح بیدار ہوتے ہی مہنگائی کے جھٹکے شروع ہوجاتے ہیں۔ چائے پاؤڈر، دودھ، شکر کی قیمتیں بڑھنے سے صبح کا ناشتہ مہنگا ہوگیا ہے۔ جب کہ دوپہر اور رات کے کھانے میں استعمال ہونے والے تیل، دال، پیاز، ادرک لہسن کی قیمتوں نے کچن کے اخراجات کو دگنا کردیا ہے۔ عوامی حلقوں نے حکومت اور متعلقہ سپلائی محکموں کی خاموشی اور عدم توجہی پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے فوری

کونڈا سریکھا کی کابینہ سے برطرفی کیلئے گورنر سے چیف منسٹر کی سفارش

جی چنا ریڈی کو بھی پلاننگ بورڈ کے عہدہ سے برطرف کردیا گیا، ڈسپلن شکنی پر ہائی کمان کی جانب سے کارروائی

حیدرآباد۔) کانگریس ہائی کمان کی منظوری کے بعد چیف منسٹر ریونت ریڈی نے وزیر جنگلات کونڈا سریکھا کی کابینہ سے برطرفی کیلئے گورنر شیو پرتاپ شکلا سے سفارش کی ہے۔ چیف منسٹر کے پرنسپل سکریٹری شیشادری نے لوک بھون میں گورنر سے ملاقات کی اور انہیں چیف منسٹر کا مکتوب حوالے کیا۔ توقع ہے کہ گورنر کسی بھی وقت کونڈا سریکھا کی کابینہ سے برطرفی کے احکامات جاری کریں گے۔ ڈسپلن شکنی کے تحت ہائی کمان نے سابق وزیر ڈاکٹر جی چنا ریڈی کے خلاف کارروائی کو منظوری دی اور حکومت نے نائب صدرنشین تلنگانہ پلاننگ بورڈ کے عہدہ سے برطرف کرتے ہوئے احکامات جاری کیے ہیں۔ کانگریس کی تادیبی کارروائی کمیٹی نے دونوں قائدین کو نوٹس جاری کرتے ہوئے وضاحت طلب کی تھی۔ کونڈا سریکھا اور چنا ریڈی کی جانب سے غیر اطمینان بخش جواب پر کمیٹی نے دونوں کے خلاف کارروائی کی سفارش کی۔ نئی دہلی میں صدر کانگریس ملکارجن کھرگے، قائد اپوزیشن راہول گاندھی اور جنرل سکریٹری کے سی وینو گوپال نے دونوں قائدین کے خلاف کارروائی کو منظوری دی ہے۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی، ڈپٹی چیف منسٹر بھٹی وکرمارکا، صدر پردیش کانگریس مہیش کمار گوڑ، ریاستی وزیر اتم کمار ریڈی اور تلنگانہ انچارج مینا کشی نٹراجن سے مشاورت کے بعد کے سی وینو گوپال نے اعلیٰ قیادت سے کارروائی کی منظوری حاصل کرلی۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی کی نئی دہلی سے واپسی سے قبل ہی دونوں قائدین کے خلاف کارروائی کی گئی۔ واضح رہے کہ کونڈا سریکھا کی دختر کونڈا سشمیتا نے چیف منسٹر ریونت ریڈی کے خلاف سخت بیان جاری کیا جبکہ ڈاکٹر چنا ریڈی نے انتخابی ٹکٹ سے محرومی پر ہائی کمان کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ کانگریس کی تادیبی کارروائی کمیٹی کو جواب داخل کرتے ہوئے کونڈا سریکھا نے کہا کہ دختر کے بیان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہوں نے نئی دہلی پہنچ کر ملکارجن کھرگے اور کے سی وینو گوپال سے ملاقات کی اور اپنے موقف کی وضاحت کی۔ پارٹی ہائی کمان نے مکمل صورتحال کا جائزہ لینے کے بعد کونڈا سریکھا اور چنا ریڈی کے خلاف کارروائی کو منظوری دی۔ واضح رہے کہ کونڈا سشمیتا نے پرکالا اسمبلی حلقہ میں پارٹی کارکنوں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ریونت ریڈی کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ریونت ریڈی نے کانگریس پر تلگو دیشم کلچر مسلط کردیا ہے۔ کونڈا سریکھا اور چنا ریڈی کے خلاف تادیبی کارروائی پر گزشتہ چند دنوں سے جاری غیر یقینی صورتحال آخرکار ختم ہوگئی۔ پارٹی نے بی سی طبقات میں کسی بھی ناراضگی سے بچنے کیلئے اہم عہدوں پر بی سی طبقہ کی خواتین کو نامزد کیا ہے۔

اردو کو صرف جشن نہیں، اپنا جائز مقام چاہیے

’’جو زبان صرف محفلوں میں یاد آئے، مگر حق، تعلیم اور روزگار کے وقت بھلادی جائے، اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا۔‘‘ عرفان جامعیاوالا

پٹنہ، اردو ہندوستان کی صرف ایک زبان نہیں، بلکہ اس ملک کی مشترکہ تہذیب، ادبی ورثے، صحافت، موسیقی، تھیٹر، فلم اور سماجی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اردو نے ہندوستان کی تاریخ کے کئی ادوار کو اپنے لفظوں میں محفوظ کیا ہے۔ اس زبان نے محبت کی بات بھی کی، انقلاب کی آواز بھی بلند کی، انسانیت کا درس بھی دیا اور سماج کے دکھ درد کو بھی اپنے دامن میں سمیٹا۔ لیکن آج اردو کے سامنے سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ آخر ہم اردو کو صرف یاد کب کرتے ہیں؟ مشاعرہ ہو تو اردو یاد آتی ہے، ادبی محفل ہو تو اردو کے چرچے ہونے لگتے ہیں، کوئی ثقافتی پروگرام ہو تو اردو کے نام پر اسٹیج سجایا جاتا ہے۔ لیکن جب بات اردو کی تعلیم، اساتذہ، سرکاری ملازمت، بجٹ، اعلیٰ تعلیم، سرکاری دفتروں میں استعمال، ترجمہ، ٹیکنالوجی اور روزگار کی آتی ہے تو یہی اردو اکثر سرکاری فائلوں میں کہیں دب جاتی ہے۔ یہ رویہ اب بدلنا ہوگا۔ اردو کسی کی گھر کی لونڈی نہیں کہ جشن کے وقت اسے سجا کر سامنے بٹھایا جائے اور حق مانگنے کے وقت اسے نظر انداز کر دیا جائے۔ اردو کو خیرات نہیں چاہیے، اسے اپنا جائز حق چاہیے۔ اسے ہمدردی نہیں، عملی پالیسی چاہیے۔ اسے صرف تقریروں میں عزت نہیں، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، سرکاری دفاتر اور روزگار کے میدان میں حقیقی مقام چاہیے۔ بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ حاصل ہے۔ اردو کے فروغ کے لیے اردو ڈائریکٹوریٹ، بہار اردو اکادمی، مترجمین کا نظام اور دیگر ادارہ جاتی انتظامات بھی موجود ہیں۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کا جائزہ صرف فائلوں اور تقریبات کی بنیاد پر نہ لیا جائے بلکہ عوام کے سامنے واضح اعداد و شمار رکھے جائیں۔ سوال یہ نہیں کہ اردو کے نام پر کتنے پروگرام ہوئے۔ اصل سوال یہ ہے کہ اردو کے قانونی اور سرکاری حق سے کتنے طلبہ مستفید ہوئے؟ کتنے اسکولوں میں اردو کے اساتذہ موجود ہیں؟ کتنے عہدے خالی ہیں؟ کتنے نوجوان اردو پڑھ کر روزگار حاصل کر رہے ہیں؟ کتنے سرکاری دفاتر میں اردو میں دی گئی درخواستوں کو مؤثر طریقے سے قبول کیا جاتا ہے؟ کتنے سرکاری دستاویزات اردو میں دستیاب ہیں؟ اور اعلیٰ تعلیم میں اردو پڑھنے والوں کے لیے کتنے دروازے کھلے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب اب عوام کو ملنے چاہئیں۔ نتیش کمار کے دور کا بھی غیر جانب دار جائزہ ضروری ہے۔ نتیش کمار کے طویل دورِ حکومت میں اردو کے ادارہ جاتی ڈھانچے کو مضبوط کرنے کی سمت میں کئی اہم اقدامات ہوئے۔ اردو اساتذہ کی تقرری، اردو مترجمین کے عہدوں میں اضافہ اور سرکاری نظام میں اردو کے استعمال کو وسعت دینے کی کوششیں قابلِ ذکر ہیں۔ ہزاروں اردو اساتذہ کی تقرری اور مترجمین کے عہدوں کو وسعت دینے کی کوششوں سے یہ ظاہر ہوا کہ حکومت کی سطح پر اردو کو صرف ادب اور شاعری کی زبان سمجھنے کے بجائے تعلیم اور انتظامیہ سے جوڑنے کی ضرورت کو تسلیم کیا گیا۔ لیکن کسی بھی حکومت کی کامیابی صرف اعلان سے ثابت نہیں ہوتی۔ اصل کامیابی اس وقت ہوتی ہے جب اعلان زمین پر نظر آئے اور اس کا فائدہ عام آدمی تک پہنچے۔ اس لیے آج بھی یہ معلوم ہونا چاہیے کہ کتنے عہدے منظور ہوئے، کتنے عہدوں پر تقرری ہوئی، کتنے عہدے خالی ہیں اور کتنے اسکولوں میں اردو کی تعلیم حقیقتاً جاری ہے۔ یہ سوال نتیش کمار کے دور کے لیے بھی اہم ہے اور موجودہ حکومت کے لیے بھی۔ موجودہ حکومت کے سامنے اردو کے نئے مسائل۔ موجودہ حکومت کے دور میں اردو اساتذہ کی منتقلی، تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی ضرورت، نام نہاد زائد اساتذہ کی نشاندہی اور مدارس سے متعلق معاملات پر بحث جاری ہے۔ اگر کسی اردو استاد کو زائد قرار دیا جاتا ہے تو اس فیصلے کی بنیاد شفاف اور قابلِ تصدیق ہونی چاہیے۔ طلبہ کی حقیقی تعداد، منظور شدہ عہدوں اور متعلقہ اسکول کی تعلیمی ضرورت کا زمینی جائزہ لیا جانا چاہیے۔ ایک اردو استاد محض سرکاری فہرست میں درج ایک نام یا ایک عدد نہیں ہے۔ اس کے پیچھے بچوں کا مستقبل، ایک خاندان کی معاشی زندگی اور اردو کی تعلیمی بقا وابستہ ہے۔ اسی طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اردو کے اساتذہ کے عہدوں کی صورتحال بھی عوام کے سامنے آنی چاہیے۔ کتنے عہدے منظور شدہ ہیں، کتنے پر تقرری ہوئی ہے اور کتنے عرصے سے خالی پڑے ہیں، اس کی مکمل معلومات سرکاری طور پر جاری کی جانی چاہیے۔ مدارس کی انتظامی اور تعلیمی جانچ اگر شفافیت اور معیار بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے تو ضرور ہونی چاہیے، لیکن اس عمل کا اثر بچوں کی تعلیم اور اساتذہ کے جائز حقوق پر نہیں پڑنا چاہیے۔ جشنِ اردو کے ساتھ حساب بھی ہونا چاہیے۔ آٹھ برس کے وقفے کے بعد جشنِ اردو کا دوبارہ انعقاد یقیناً خوش آئند ہے۔ اردو کے ادب، شاعری اور تہذیب کا جشن ضرور منایا جائے۔ اردو کے ادیبوں، شاعروں، اساتذہ اور فنکاروں کو عزت بھی دی جائے۔ لیکن جشن صرف ماضی کو یاد کرنے کا نام نہیں ہونا چاہیے۔ جشن مستقبل کی سمت طے کرنے کا موقع بھی ہونا چاہیے۔ میرا مطالبہ ہے کہ ہر جشنِ اردو کے موقع پر حکومت ’’بہار اردو ترقی رپورٹ‘‘ عوام کے سامنے پیش کرے۔ اس رپورٹ میں واضح طور پر بتایا جائے کہ گزشتہ سال اردو کے لیے کتنے بجٹ کا انتظام کیا گیا، کتنے طلبہ اردو پڑھ رہے ہیں، کتنے اردو اساتذہ کام کر رہے ہیں، کتنے عہدے خالی ہیں، کتنے مترجمین موجود ہیں، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اردو کے کتنے عہدے ہیں، اردو اکادمی اور اردو ڈائریکٹوریٹ نے کیا کام کیا اور ان منصوبوں سے کتنے لوگ فائدہ اٹھا سکے۔ اسٹیج کی تالیاں چند لمحوں کے لیے ہوتی ہیں، لیکن اعداد و شمار حکومت کی کارکردگی کا حساب رکھتے ہیں۔ اردو کا مستقبل اب ڈیجیٹل دنیا میں بھی لکھنا ہوگا دنیا تیزی سے بدل رہی ہے۔ زبانوں کی زندگی اب صرف کتابوں اور کاغذوں پر منحصر نہیں رہی۔ آج زبان کی طاقت موبائل فون، انٹرنیٹ، سماجی ذرائع ابلاغ، مصنوعی ذہانت، فلم، ٹیلی ویژن اور نئی تفریحی دنیا میں بھی طے ہوتی ہے۔ اگر اردو کو زندہ اور مضبوط رکھنا ہے تو اسے جدید ٹیکنالوجی سے جوڑنا ہوگا۔ اردو کے لیے ایسی ٹیکنالوجی تیار کی جانی چاہیے جو پرانی کتابوں اور دستاویزات کو قابلِ مطالعہ بنائے، آواز کو تحریر میں تبدیل کرے، تحریر کو آواز میں بدلے، دوسری زبانوں سے اردو میں ترجمہ کرے اور اردو کے وسیع ادبی ذخیرے کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کرے۔ آن لائن اردو کتب خانے قائم کیے جائیں۔ نایاب کتابوں، رسائل، اخبارات اور ادبی ذخیرے کو محفوظ کیا جائے۔ نئی نسل کے لیے اردو سیکھنے کے آسان اور جدید ذرائع تیار کیے جائیں۔ لیکن صرف ٹیکنالوجی کافی نہیں۔ اردو کو فلم، ٹیلی ویژن اور ویب کی دنیا میں بھی نئی زندگی دینی ہوگی۔ اردو میں فلمیں بنیں، ٹیلی ویژن ڈرامے بنیں، دستاویزی فلمیں بنیں، مختصر فلمیں بنیں اور ویب سلسلے تیار ہوں۔ انہیں صرف روایتی ذرائع تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ دنیا بھر کے ناظرین تک ڈیجیٹل پلیٹ فارم کے ذریعے پہنچایا جائے۔ اردو نوجوانوں کے لیے روزگار کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ تحریر، صحافت، فلم سازی، مکالمہ نویسی نویسی، اداکاری، آواز کاری، تدوین، حرکت پذیر تصویر، پوڈ کاسٹ، صوتی کتاب، ڈیجیٹل صحافت اور مصنوعی ذہانت سے متعلق مواد میں اردو کے لیے وسیع امکانات موجود ہیں۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم اردو کو ماضی کی یاد کے بجائے مستقبل کی معیشت سے جوڑنے کا فیصلہ کریں۔ اردو کو سیاست نہیں، مستقل پالیسی چاہیے اردو کسی ایک سیاسی جماعت کی ملکیت نہیں ہے۔ کانگریس کے دور سے لے کر نتیش کمار کے طویل دورِ حکومت اور موجودہ حکومت تک، مختلف ادوار میں اردو کے لیے مختلف اقدامات ہوئے ہیں۔ کچھ فیصلے مثبت رہے اور کچھ سوالات آج بھی جواب طلب ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اردو کے لیے ایسی مستقل پالیسی بنائی جائے جو حکومتوں کے بدلنے سے نہ بدلے۔ پانچ سال کے واضح اہداف مقرر کیے جائیں۔ ہر سال کا بجٹ عوام کے سامنے رکھا جائے۔ مقررہ وقت میں کام مکمل کرنے کی ذمہ داری طے ہو اور ہر سال کارکردگی کی عوامی رپورٹ جاری کی جائے۔ زبان صرف نعروں سے زندہ نہیں رہتی۔ زبان اس وقت زندہ رہتی ہے جب اس میں تعلیم ہو، روزگار ہو، کتاب ہو، تحقیق ہو، فلم ہو، ٹیکنالوجی ہو اور نئی نسل کو اپنا مستقبل دکھائی دے۔ اردو کو کسی ایک طبقے، مذہب یا محدود دائرے میں قید کرنے کے بجائے ہندوستان کی مشترکہ تہذیبی طاقت اور جدید تخلیقی معیشت کا حصہ بنانا ہوگا۔ میری آواز کسی حکومت کے خلاف نہیں ہے۔ میری آواز اس غفلت کے خلاف ہے جو کسی بھی زبان کے مستقبل کو کمزور کرتی ہے۔ میرا مطالبہ کسی ایک سیاسی جماعت سے نہیں بلکہ ہر اس حکومت سے ہے جو اردو کے نام پر جشن مناتی ہے۔ اردو کو پھولوں کے ہار نہیں، مواقع چاہیے۔ اردو کو صرف تقریریں نہیں، وسائل چاہیے۔ اردو کو صرف ماضی کا فخر نہیں، مستقبل کی ضمانت چاہیے۔ اردو کو صرف مشاعرے کا اسٹیج نہیں، اسکول کی کلاس، یونیورسٹی کی کرسی، سرکاری دفتر، فلم کا پردہ، موبائل کی اسکرین اور دنیا کے ڈیجیٹل نقشے پر اپنا مقام چاہیے۔ اردو کو جشن کی چند ساعتوں کی روشنی نہیں، آنے والی نسلوں کے لیے زندگی بھر کی روشنی چاہیے۔

مصنف: عرفان جامعیاوالا

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS #22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in